امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 32 مورخہ ۳۰ر ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۳ر اگست ۲۰۱۸ء روز سوموار

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ صحافی سید علی مرحوم
■ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ
■ آسام بارود کے ڈھیر پر
■ اخبار جہاں
■ طب وصحت، ہفتۂ رفتہ
■ ملی سرگرمیاں

ببیں تفاوت — بین — جائے پناہ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہندوستان میں فرقہ پرست طاقتیں چار شادیوں کے مسئلے پر متواتر اور مسلسل سوالات کھڑی کرتی رہی ہیں، حالانکہ ریسرچ اسکالر اور سماجی تنظیموں کو اب تک چار شادی والا کوئی مسلم خاندان نہیں مل سکا، جس کے پاس بیک وقت چار بیویاں ہوں، تلاش مجھے بھی ہے، تین بیویوں والے بھی نہیں ملے، کچھ خاندان دو والے ہیں، لیکن وہ بھی کم یاب ہیں، لیکن جو لوگ جھوٹے پروپیگنڈہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک حقیقتاً چار بیویوں کا وجود محل اعتراض نہیں، چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہی پر اعتراض ہے، جب کہ دوسرے مذاہب میں کثرت ازدواج کے وقوع پر انہیں اعتراض نہیں ہے، بغیر شادی کے ریلیشن شپ پر اعتراض نہیں ہے، راضی بخوشی ایک دوسرے سے جنسی تعلق اور گرل فرینڈس کی کثرت پر اعتراض نہیں ہے، اعتراض ہے تو عدل وانصاف کے ساتھ چار شادی کی اجازت پر، جن لوگوں نے بیویوں کو چھوڑا بھی نہیں اور بیوی کی طرح رکھا بھی نہیں، ان کے بارے میں بھی اعتراض نہیں ہے، کیوں کہ اس سوال کا ایک سرا وزیر اعظم نریندر مودی سے بھی ملتا ہے، جنہوں نے اپنی بیوی جسودا بین کو شادی کے بعد سے ہی چھوڑ رکھا ہے۔

آیئے! آج ہم آپ کی ملاقات میزورم کے جیونا چانا سے کراتے ہیں، یہ میزورم میں سو کمروں کے گھر میں رہنے والا سب سے بڑا خاندان ہے، اس خاندان کے ارکان کی تعداد ایک سو اکاسی ہے، خود جیونا چانا انتالیس بیویوں کا شوہر ہے، کیا کہیں گے چار بیویوں کی اجازت پر شور مچانے والے لوگ، اس خاندان کے دیگر ارکان میں چورانوے لڑکے، چودہ بہو، تینتیس پوتے پوتیاں اور ایک پر پوتے کے ساتھ یہ ہرا بھرا خاندان ایک ساتھ رہتا ہے، بڑھئی کا کام کرتا ہے، کھیتی باری سے غلے اگاتا ہے، میزورم میں خوبصورت پہاڑیوں کے بیچ بٹ ونگ گاؤں میں یہ خاندان آباد ہے، جس گھر میں یہ لوگ رہتے ہیں وہ وسیع، کشادہ اور سارے ارکان کی رہائش کے لیے مناسب ہے۔

اس خاندان کی غذائی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے روزانہ پینتالیس کلو سے زیادہ چاول، تیس سے چالیس مرغے، پچیس کیلو دال، درجنوں انڈے اور ساٹھ کلو سبزی کی ضرورت پڑتی ہے، بیس کلو پھل بھی استعمال کیا جاتا ہے، کھانا ایک ساتھ بنتا ہے اور سب مل جل کر ایک ساتھ رہتے ہیں، جیونا چانا خاندان کا سربراہ ہے اور اسے دنیا کے سب سے بڑے خاندان کے گارجین ہونے پر فخر ہے، انہیں خصوصیات کی وجہ سے اس خاندان کا نام گنیز بک آف رکارڈ میں درج ہے، خاندان کے سارے ارکان پڑھے لکھے نہیں ہیں، نئی نسل میں جو پڑھنا چاہتا ہے، وہ پڑھتا ہے اور جو نہیں پڑھتا ہے اسے خاندانی کاروبار میں لگا دیا جاتا ہے، چانا کے بڑے لڑکے نون پرلیانا کی بیوی تھے لنجی بتاتی ہے کہ خاندان کے سارے لوگ خوش وخرم زندگی گذارتے ہیں اور ان کے یہاں لڑائی جھگڑے جیسی کوئی بات نہیں ہوتی، ہندوستان میں ووٹ کی سیاست زیادہ ہوتی ہے، اس لیے میزورم کی سیاست میں اس خاندان کا بڑ دبدبہ ہے، کیوں کہ اس خاندان کے پاس بہت ووٹ ہیں، اس لیے ساری پارٹیاں جیونا چانا کو اچھی خاصی اہمیت دیتے ہیں، کیونکہ نچلی اکائی کے چناؤ میں اس خاندان کا جدھر جھکاؤ ہو جاتا ہے وہی کامیابی سے ہم کنار ہوتا ہے۔

اب اتنے بڑے خاندان کے ذکر پر آج مالتھس ہوتا تو سر پیٹ لیتا، اسی طرح ہندوستان میں جو لوگ خاندانی منصوبہ بندی پر ساری توانائی صرف کرنے میں لگے رہتے ہیں، ان کے لیے بھی اس واقعہ میں بڑا سبق ہے، اگر بال بچوں کی کثرت سے لوگ فاقہ کشی کے شکار ہوتے تو یہ خاندان کب کا بھوکے مر گیا ہوتا، لیکن یہ خاندان اتحاد کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے، اور اسے کھانے پینے کی کمی نہیں محسوس ہوتی، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے عقلی فلسفے ایک طرف اور خدا کا رزق رسانی کا نظام ایک طرف، عقل کہتی ہے اس خاندان کو بھوکے مر جانا چاہیے، اللہ کہتا ہے کہ رزق رسانی کا کام

احتجاج، دھرنا اور مظاہرے رنگ لائے بہار سرکار نے دیر سے ہی سہی، مظفر پور جنسی استحصال معاملہ میں اسسٹنٹ ڈائرکٹر سمیت تیرہ لوگوں کو معطل کر دیا ہے تاکہ سی بی آئی کے ذریعہ جانچ غیر جانبدارانہ انداز میں ہو سکے، معطل افسران پر ٹاٹا انسٹی چیوٹ آف سوشل سائنس کی آڈٹ رپورٹ پر کارروائی میں تاخیر کا الزام ہے، اس رپورٹ کی وجہ سے ہی جنسی استحصال کا یہ واقعہ سامنے آیا، یہ رپورٹ محکمہ سماجی بہبود کو ۲۶ر مئی کو سونپی گئی تھی، جب کہ کمیشن فار پرٹیکشن آف چائلڈ رائٹس نے نو ماہ پہلے ان بے ضابطگیوں کے بارے میں محکمہ کو رپورٹ کر دیا تھا، کمیشن کی صدر ہرپال کور کا کہنا ہے کہ محکمہ نے اسے سرد بستے میں ڈال دیا اور کوئی کاروائی نہیں ہوئی، سرکاری محکموں میں جو تاخیر کی روایت ہے اس کو باقی رکھتے ہوئے ایک ماہ کے بعد کاروائی شروع ہوئی اور میڈیکل رپورٹ میں یہ بات سامنے آئی کہ چونتیس بچیوں کی آبروریزی بار بار کی گئی ہے، بعض نے دم توڑ دیا تو اسے چپکے سے زمین میں دبا دیا گیا، اس رپورٹ کے بعد چوالیس بچیوں کو وہاں سے دوسرے گرلس شیلٹر ہوم بھیجا گیا، خبریں عام ہوئیں تو محکمہ پر انگلیاں اٹھنے لگیں، خود محکمہ سماجی بہبود کے مستعفی وزیر کے شوہر پر الزام ہے کہ انہوں نے بھی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھویا، چوں کہ مظفر پور کے شیلٹر ہوم میں ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا اور اس شیلٹر ہوم کے ذمہ دار برجیش کے پاس وزیر کے شوہر ہونے کی وجہ سے کافی آؤ بھگت تھی، اور اس آؤ بھگت کا سب سے اہم حصہ شیلٹر ہوم کی لڑکیوں کو ان کی خدمت میں پیش کرنا تھا، جانچ میں پتہ چلا ہے کہ پانچ ماہ میں منجو ورما کے شوہر چندر شیکھر سے برجیش ٹھاکر کی سترہ بار بات چیت ہوئی اور وہ ۹ر بار اس درمیان مظفر پور گیے۔

شیلٹر ہوم کے معنی جائے پناہ کے آتے ہیں، ایسے لڑکے، لڑکیاں جو سرکار کی نظر میں نابالغ ہیں اور کسی بھی وجہ سے لاوارث سی ہیں ان کے لیے الگ الگ شیلٹر ہوم ہوا کرتے ہیں، لڑکیاں الگ ہوم میں رکھی جاتی ہیں اور لڑکے الگ، یہ کام رضا کار تنظیموں کے ذریعہ لیا جاتا ہے، جس کے لیے باضابطہ ٹنڈر ہوتا ہے، اور مجموعی اخراجات کا نوے فی صد سرکار دیتی ہے، ظاہر ہے یہ تنظیمیں خدمت کے جذبے سے نہیں مال کمانے کے لیے یہ کام کیا کرتی ہیں، ٹنڈر کی رقم اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ سرکاری افسران کو کمیشن دینے کے بعد بھی اچھی خاصی رقم ان رضا کار تنظیموں کو بچ جاتی ہے، شیلٹر ہوم کو بچوں کے گھر کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، اب ان تنظیموں نے مال کمانے کا ایک اور ذریعہ ڈھونڈھ لیا ہے اور لڑکیوں کے ان جائے پناہ کو جسم فروشی کے اڈے بنا دیے ہیں، جس پر جتنی لعنت کی جائے کم ہے، حکومت نے بہت ہنگامے کے بعد جانچ کا کام سی بی آئی کے حوالے کیا ہے، پٹنہ ہائی کورٹ کی نگرانی میں جانچ کا کام شروع ہو گیا ہے اور وزیر اعلیٰ نے اعلان کیا ہے کہ مجرم اور مجرم کو پناہ دینے والے کسی حال میں بخشے نہیں جائیں گے، یہ خبر بھی گشت کر رہی ہے کہ لڑکیوں کی صحت جانچ رپورٹ سول سرجن آفس سے غائب ہو گئی ہے اور برجیش ٹھاکر کی معاون عورت بھی اب تک پولیس کے ہتھے نہیں چھڑی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ اب شیلٹر ہوم کی نگرانی کا کام سرکاری سطح سے کیا جائے گا۔

چوں کہ ایسے لڑکے لڑکیوں کی تعداد بہت ہوتی ہے، اس لیے ہر ریاست میں کئی کئی شیلٹر ہوم بنے ہوتے ہیں، ابھی یہ معاملہ اسمبلی اور پارلیامنٹ میں گرم ہی تھا، احتجاج، مظاہرے اور دھرنے چل ہی رہے تھے کہ دوسرا معاملہ دیوریا شیلٹر ہوم کا سامنے آیا، جس سے انسانیت مزید شرمسار ہوئی، پولیس کے مطابق یہاں رہنے والی پندرہ سال سے اٹھارہ سال عمر کی لڑکیوں سے جسم فروشی کرائی جاتی تھی، اس شیلٹر ہوم میں بیالیس خواتین اور بچوں کے رہنے کی اطلاع تھی جن میں اٹھارہ خواتین اور بچے لاپتہ ہیں، اس شیلٹر ہوم کی منتظم گریجا ترپاٹھی اور اس کے شوہر موہن ترپاٹھی کو گرفتار کر لیا گیا ہے، لیکن اس کی سربراہ کنچن لتا موقع سے فرار ہو گئی، ماں سندھیا واسنی گرلز شیلٹر کے نام سے چل رہے اس ادارہ سے سفید اور لال رنگ کی گاڑیوں سے شام کو لڑکیوں کو باہر بھیجا جاتا تھا اور صبح ان کی واپسی ہوتی تھی، اگر کسی نے

بلا تبصرہ

”اگلے لوک سبھا چناؤ سے پہلے حزب مخالف کے درمیان بڑھتے اتحاد کے بیچ، بھاجپا، دلت، او بی سی، بل کی حمایت اور آسام میں ان آر سی کے خلاف تحریک کے ذریعہ اپنی حمایت کی بنیادوں کے مضبوط ہونے کی امید کر رہی ہے، بھاجپا کے کئی عہدیدار اور نیتا کا کہنا ہے کہ آسام ان آر سی کو لے کر بڑھتی مخالفت سے غیر قانونی بنگلہ دیشی کا مسئلہ ملکی پیمانے پر چھا سکتا ہے، اس سے بھاجپا کو چناؤ میں... فائدہ ملنے کی امید ہے۔“

(پربھات خبر ۶ر اگست ۲۰۱۸ء)

غیر شرعی زندگی

”اسلام ایک تنظیمی مذہب ہے، اس مذہب کی روح ڈسپلن اور نظم چاہتا ہے، اگر مسلمان منتشر رہیں اور کسی ایک شخص کی اطاعت نہ کریں اور اپنا کوئی امیر منتخب نہ کریں تو یہ زندگی غیر شرعی ہوگی۔“

(ابوالمحاسن مولانا محمد سجادؒ)

اللہ کی باتیں ----- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

ترقی کا راز:

﴿ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی مناسب صورت عطا کی، پھر اس کی بناوٹ کے مناسب رہنمائی فرمائی﴾ (سورۂ طہٰ: ۵۰)

مطلب: اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو اس کی استعداد و صلاحیت کے مناسب شکل و صورت عطا فرمائی اور پھر اس کو زندگی گذارنے کے لیے جو ظاہری اور مادی اسباب ہو سکتے ہیں، وہ سب اس کے لیے مہیا کئے اور چونکہ اللہ کی تمام مخلوقات میں انسان سب سے افضل و بلند تر مخلوق ہے؛ اس لیے اس کو اس کے مقام و منصب کے لحاظ سے اس کے اندر عقل و شعور کی نعمت عطا کی؛ تاکہ زمین و آسمان کی تخلیق، چاند و سورج کی گردش اور پہاڑوں کی بلندی پر غور و فکر کر کے اللہ کی وحدانیت کو دل میں پیوست کرے اور دنیائے انسانیت کو بھی نظام قدرت سے واقف کرا کر اللہ سے اپنی بندگی و عبودیت کے رشتہ کو استوار کرے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خالق کائنات نے ہر چیز کی تخلیق کے بعد اس کے مناسب حال عمل کی صلاحیت بھی پیدا کر دی۔

قسمت کیا قسام ازل نے جسے چاہا
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

اللہ جل شانہ نے انسانوں کو جو صلاحیتیں ودیعت کی ہیں، اگر وہ ان کو پورے طور پر استعمال میں لائے تو اس کو ماحول سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوگی، اس کی ترقی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ اپنی صلاحتوں پر بھروسہ کر کے اس کو بروئے کار لائے؛ اس لیے کردار سازی کے لیے خود احتسابی کی بڑی اہمیت ہے، اس سے جہاں انسان کی انفرادی زندگی میں توازن پیدا ہوتا ہے، وہیں معاشرتی زندگی بھی کارآمد ہوتی ہے، جو لوگ ہمت شکنی اور سہل نگاری سے کام لیتے ہیں، ان کی عقلی و فکری صلاحتیں کمزور پڑ جاتی ہیں، ان کے اندر سے ارتقا پذیر ممکنات کی نمو ختم ہو جاتی ہے، نتیجہ ان کی صلاحیتیں اور قوت عمل زنگ آلود ہو کر لوہے کی مانند بے کار ہو جاتی ہے، وہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر دوسروں کے سہارے زندگی گذارنے کی تگ و دو شروع کر دیتے ہیں اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کوئی اس کی بگڑی بنا دے، مگر بگڑی تو اپنے بنائے ہی بنتی ہے اور تائید الٰہی بھی اس وقت حاصل ہوتی ہے، جب انسان خود کچھ کرنے کے لیے کمر کس لے، اس لیے ماحول سے کوئی امید نہ رکھئے؛ بلکہ اپنی صلاحیت اور لیاقت پر بھروسہ رکھئے اور مضبوط قدموں کے ساتھ عزم و ارادہ کے ساتھ آگے بڑھئے۔

بدنگاہی سے بچو:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نظر پھیر لو۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو، پہلی نظر تمہیں معاف ہے، مگر دوسری نظر کی اجازت نہیں۔ (ابوداؤد، باب مایؤمر بہ من غض البصر)

وضاحت: اسلام نے انسانی معاشرہ کو صاف، ستھرا اور پاکیزہ بنانے کے لیے دور دور تک پہرے بٹھائے ہیں؛ تاکہ فواحش و بے حیائی اور جنسی بے راہ روی کی روک تھام ہو سکے اور سماجی زندگی امن و سکون کا گہوارہ بن سکے، اسی بنیاد پر جس طرح شریعت نے زنا کو ایک سنگین جرم قرار دیا، دواعی زنا کو بھی گناہ گردانا ہے اور نگاہ کی حفاظت کی تاکید کی، کسی اجنبی عورت کے حسن اور ان کی زینت کی دیدار سے لذت اندوز ہونا فتنہ کا باعث ہوتا ہے؛ اس لیے سب سے پہلے اسی دروازے کو بند کیا گیا، ہاں اگر اچانک نظر پڑ جائے تو اللہ کے رسول نے فورا نظر پھیر لینے کا حکم دیا، پہلی نگاہ اتفاقی ہے؛ اس لیے قابل عفو و درگذر ہے، بار بار کنکھیوں سے دیکھنا اور حسیناؤں کے حسن سے لطف اندوز ہونا، گناہ ہے اور وہ قابل گرفت عمل ہے، اس سے دل میں گندے خیالات پیدا ہوتے ہیں؛ کیوں کہ دل و دماغ سے لے کر دیگر اعضا و جوارح تک آنکھ کے اثرات پھیلے ہوئے ہیں اور اعمال کے بناؤ و بگاڑ میں آنکھ کا بڑا کردار ہوتا ہے، آنکھ انسان کے لیے ذریعہ نجات بھی ہے اور باعث عذاب بھی، اگر احتیا کے ساتھ اس کی حفاظت کی جائے اور محارم پر نظر ڈالنے سے بچا جائے اور خوف خدا سے آنسو کے قطرے اس میں جمع ہو جائیں یا پلکوں سے گذر کر بہہ جائیں تو ایسی مبارک آنکھ انسان کے لیے سراسر سعادت کا ذریعہ ہے اور اگر انہیں آنکھوں سے کسی اجنبی عورت کو بالقصد دیکھتا رہا تو یہ قابل مواخذہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی اجنبی عورت کے محاسن پر شہوت کی نظر ڈالے، قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا، اسی طرح عورتوں کے لیے بھی حکم ہے کہ وہ کسی اجنبی مرد کو نظر جما کر نہ دیکھے، گھور گھور کر دیکھنا ناجائز ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ اے نبی تم مومنوں سے کہد و کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کریں، ان کے حق میں بہت بہتر ہے اور بلاشبہ جو کچھ وہ کرتے ہیں، اس سے باخبر ہے اور اسی طرح ایمان والی عورتوں سے بھی کہد و کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

البتہ مریضہ کسی طبیب کے زیر علاج ہو، یا کسی ناگہانی حادثے سے دوچار ہو تو ایسی صورت می ایک دوسرے کو دیکھنا جائز ہے، یہ سب احکام مصالح پر مبنی ہیں، شارح کا اصل مقصد نظر بازی سے روکنا ہے اور فواحش و بے

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

اپنے نام کے ساتھ حاجی یا الحاج کا ٹائٹل لگانا:

بہت سارے لوگ حج سے واپسی کے بعد اپنے نام کے ساتھ حاجی یا الحاج کا ٹائٹل جوڑتے ہیں، تعارف کے وقت ہو یا نام لکھنے کے وقت اپنے نام کے ساتھ حاجی ضرور بولتے ہیں، یا لکھتے ہیں، بعض دفعہ ان کے نام کے ساتھ اگر حاجی نہ لگایا جائے تو ان کو تکلیف بھی ہوتی ہے، شرعی اعتبار سے اس کی کیا حیثیت ہے؟

الجواب ــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

حج ایک اہم اور عظیم الشان عبادت ہے، جو ریا و نمود اور شہرت سے پاک خالص اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کیا جانا چاہئے۔ حاجی کا لقب کوئی دنیاوی عہدہ اور منصب نہیں ہے، جس کو اپنے نام کا جز و اور ٹائٹل بنایا جائے، بلکہ اپنے نام کے ساتھ حاجی لگا کر لکھنا یا بولنا یہ ایسا عمل ہے، جس میں ریا و نمائش کا احساس ہوتا ہے، اگر واقعۃً حاجی کا لقب لگانے سے اپنے آپ کو حاجی باور کرانا اور ریا و شہرت مقصود ہو تو یہ بڑا خطرناک ہے، کیوں کہ ریا و نمائش اتنی قبیح چیز ہے، جس سے عمل اکارت اور ضائع ہو جاتا ہے، حدیث پاک میں اسکو شرک اصغر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لیے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا (یعنی قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اس کے عیوب کے ساتھ ذلیل و رسوا کرے گا) نیز جو شخص لوگوں کو دکھلانے کے لیے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ریا کاری کی سزا دے گا۔

مسند احمد کی روایت ہے: حضرت شداد بن اوس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جس شخص نے دکھلانے کے لیے نماز پڑھی، اس نے شرک کیا، جس شخص نے دکھلانے کے لیے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا اور جس شخص نے دکھلانے کے لیے صدقہ و خیرات کیا، اس نے شرک کیا۔

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مسلمانو!) بہت زیادہ خوفناک چیز کہ جس سے تمہیں ڈراتا ہوں شرک اصغر (چھوٹے درجہ کا شرک) ہے۔ صحابہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ شرک اصغر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ریا'' (مسند احمد)

خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ عمل جس کو صدق و اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے نہ کیا جائے بلکہ ریا و نمود اور شہرت کے پیش نظر انجام دیا جائے وہ شرک خفی کے مرادف ہے۔ لہٰذا حاجی یا الحاج کا لقب و ٹائٹل اپنے نام کے ساتھ جوڑنا کوئی پسندیدہ عمل نہیں ہے، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، بزرگان دین، فقہاء و محدثین عام طور پر حاجی ہوا کرتے تھے، لیکن انہوں نے اپنے نام کے ساتھ حاجی کا لقب نہیں لگایا، ہمیں بھی اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ فقط

حاجیوں سے ملاقات کے وقت نعرہ بازی اور گلے میں پھولوں کا ہار ڈالنا:

حاجی حضرات کے سفر حج سے واپسی پر جب خویش و اقارب ملنے آتے ہیں، تو کچھ لوگ اپنے حاجی کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالتے ہیں اور نعرہ بازی کرتے ہیں، شرعاً یہ کیسا ہے، اور اسلامی طریقہ کیا ہے۔

الجواب ــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

حاجیوں سے ملاقات کا طریقہ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، یہ ہے کہ جب تم حاجی سے ملاقات کرو تو ان کو سلام کرو، ان سے مصافحہ کرو اور ان سے اپنے لیے بخشش کی دعاء کرنے کو کہو، اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہوں، کیوں کہ اس کی بخشش کی جا چکی ہے۔

حاجیوں کو رخصت کرتے وقت یا واپسی میں ملاقات کے وقت گلے میں پھولوں کا ہار ڈالنا، یا نعرہ بازی کرنا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، بزرگان دین اور ائمہ محدثین سے ثابت نہیں ہے، لہٰذا اس سے احتراز کیا جائے۔ فقط

آب زم زم پینے کے آداب:

آب زم زم پینے کا کیا طریقہ ہے؟ بیٹھ کر پیا جائے یا کھڑے ہو کر؟ اس کے کچھ آداب تحریر فرمائیں۔ زم زم اور کھجور غیر مسلموں کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

آب زم زم کھڑے ہو کر بھی پی سکتے ہیں، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر آب زم زم کھڑے ہو کر نوش فرمایا تھا۔ **عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: سقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زمزم فشرب و ھو قائم (صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۲۱)**

اور بیٹھ کر بھی پی سکتے ہیں جیسا کہ پینے کا عام مسنون طریقہ ہے۔ زمزم کا پانی چونکہ بہت ہی متبرک پانی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **ماء زمزم مما شرب لہ (ابن ماجہ)** یعنی آب زمزم جس مقصد کے لیے پیا جائے اللہ پاک اس مقصد کو پورا کر دیتے ہیں۔ اس لیے زمزم کا پانی پینے سے پہلے دنیا اور آخرت سے متعلق کوئی چیز مطلوب و مقصود ہو تو اس کے حصول کے لیے دعاء کریں۔ یہ دعاء بھی پڑھ سکتے ہیں:

اللّٰھم انی أسئلک علماً نافعاً و رزقاً واسعاً و شفاءً من کل داء۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے پڑھنا منقول ہے۔ پھر قبلہ رو ہو کر بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں پئیں، اس کے بعد الحمد للہ پڑھیں۔ زمزم کے بچے ہوئے پانی کو اپنے سر، چہرہ اور سینہ پر چھڑکیں۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ ج ۱۵ ص ۳۴)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار **نقیب** پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 32 مورخہ ۳۰/ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۳/اگست ۲۰۱۸ء روز سوموار

زبان بندی

جمہوریت کے چوتھے ستون ذرائع ابلاغ، میڈیا کو ان دنوں نئے مسائل اور نئے حالات کا سامنا ہے، ان کے دام لگ رہے ہیں اور الکٹرونک میڈیا میں خصوصیت سے فروختگی کا بازار گرم ہے، جو نہیں بک سکے، ان پر غیر معمولی پابندیاں اور دباؤ ہے، کہ وہ بھی وہی کہیں جو حکومت وقت کہلانا چاہتی ہے، جو اس طرح کی زبان بندی کو برداشت نہیں کر رہے، ان کی زبان کی بند کردی جارہی ہے، کئی صحافیوں کے قتل کے واقعہ کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہیے، زبان بندی کی دوسری شکل یہ اختیار کی جارہی ہے کہ ایسے صحافی جو حق گو ہیں اور اپنی قیمت لگوانا پسند نہیں کرتے ان کو مالکان کے ذریعہ دباؤ دیا جاتا ہے کہ وہ استعفیٰ دیدیں۔

تازہ واقعہ آنند بازار پتریکا گروپ کے نیشنل نیوز چینل، اے بی پی نیوز کا ہے، جس کے مالکان پر حکومت کی جانب سے دباؤ ڈالا گیا اور نتیجے میں اے بی پی نیوز کے مقبول عام پروگرام ”ماسٹر اسٹروک“ کو بند کرنا پڑا، اس پروگرام کے انچارج کو پروپرائٹر اور ایڈیٹر ان چیف کے ذریعہ یہ ہدایت دی گئی کہ اس پروگرام میں وزیر اعظم نریندر مودی کا نام نہ لیا جائے، اور نہ ہی ان کی تصویر لگائی جائے، چاہیں تو وزراء کا نام اور ان کی تصویریں استعمال کرسکتے ہیں۔

پنیہ پرسون باجپئی اور اس پروگرام سے جڑے دوسرے افراد کو یہ کسی طرح گوارہ نہیں تھا، اس لیے اس پروگرام سے جڑے افراد کو استعفیٰ دینے پر مجبور ہونا پڑا، اور بعض دوسرے لمبی چھٹی پر چلے گیے۔

یہ دستور زبان بندی میڈیا کی آزادی پر حملہ ہے، اس طرح ملک کی صحیح صورت حال عوام کے سامنے نہیں آسکے گی اور حکومت کی جملہ بازی عوام کو اندھیرے میں رکھنے میں کامیاب ہوسکے گی، بی جے پی کے صدر ہونے کی حیثیت سے امیت شاہ جتنا اچھل کود لیں، لیکن حکمرانی کے پورے چار سال میں اصل چہرہ وزیر اعظم ہی کا رہا ہے، اور ہر کام کے حوالہ سے وہی میڈیا کے سامنے رہے ہیں، اس طرح ٹی وی چینلوں کے ٹی آر پی کی وہ ضرورت بن گیے اور سرکاری کام کے حوالہ سے کوئی بات کہنی ہو تو ٹی وی چینل والے کی مجبوری ہوتی ہے کہ وہ ان کا چہرہ اسکرین پر لائے، اور جو بک گیے ہیں وہ بتائیں کہ ملک کے اچھے دن آگیے ہیں اور جو نہیں بک سکے وہ ان کا چہرہ لگا کرتا ئیں کہ وزیر اعظم کے وعدے ہی وعدے ہیں، جملے ہی جملے ہیں، اعتبار نہ وعدوں کا باقی رہا اور نہ جملوں کا۔

ہندوستانی ذرائع ابلاغ کو اس مرحلہ تک پہونچانے میں وزارت اطلاعات کی برسوں کی محنت ہے، میڈیا میں کیا کچھ آرہا ہے اس کی مانیٹرنگ اور اس پر نظر رکھنے کے لیے دوسو (۲۰۰) لوگ باضابطہ کام کر رہے ہیں، یہ کام تین مرحلوں میں کیا جاتا ہے، ایک سو پچاس (۱۵۰) لوگ مانیٹرنگ کرتے ہیں، اس ٹیم کے پچیس (۲۵) لوگ مانیٹرنگ کیے گیے مواد کو حکومت کے موافق کرنے کے لیے ایڈیٹنگ کرتے ہیں اور باقی پچیس (۲۵) اس پر نظر ثانی کے بعد حکومت کے حوالہ کرتے ہیں، پھر یہ رپورٹ ذرائع ابلاغ کو فراہم کی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ اسے کس طرح دکھایا جائے، یہ پورا کام وزارت اطلاعات کے تین ڈپٹی سکریٹری کی نگرانی میں کیا جاتا ہے اور پی ام آفس اس پورے مرحلے میں رابطہ میں رہتا ہے۔

اس قضیے کا المناک پہلو یہ ہے کہ ایسا وہ لوگ کر رہے ہیں جو آزادی رائے کے نام پر مذاہب کے پیشوا، رسول اور پیغمبروں تک کی ہتک کرنے سے باز نہیں آتے، وہ حکومت کی تصویر کو دھندھلی ہونے سے بچانے کے لیے پرنٹ میڈیا اور الکٹرونک میڈیا پر صحیح بات نشر کرنے کو بھی برداشت نہیں کرتے، سوچیے، ملک کس طرف جارہا ہے۔

سندی مقالے

تحقیقی مقالہ کوئی بھی لکھ سکتا ہے، اس پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہے، لیکن جو مقالے پی اچ ڈی کی سند کے حصول کے لئے لکھے جاتے ہیں، اس کے کچھ اصول ہیں، اس اصول کی بڑے پیمانے پر ان دیکھی ہو رہی تھی اور اس طرح ہو رہی تھی کہ ان مقالوں کا معیار، وزن اور اعتماد ختم ہو کر رہ گیا تھا اور نوبت یہاں تک پہونچ گئی، ایک انٹر ویو میں ایک بڑے اسکالر سے جب پی اچ ڈی کے مقالوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ دفتیوں کے درمیان چند اوراق لکھے ہونے چاہیے، ادھر کچھ ایسی شکایتیں بھی آنے لگی تھیں کہ پورا کا پورا مقالہ ٹائٹل پیج بدل کر جمع کیا جارہا ہے، نیٹ کی وجہ سے یہ سہولت حاصل ہوگئی تھی کہ کسی کا مقالہ اور مضمون اٹھا کر اپنے نام کر لیا جائے، اس سے کم تر درجہ میں جو چوری ہو رہی تھی وہ بھی کم نہیں تھی، اسی لیے پی ایچ ڈی کے مقالوں کو قینچی اور پیسٹنگ کا کام کہا جانے لگا تھا۔

ان حالات کو ختم کرنے اور مقالات کے معیار کو بچانے کے لیے یو جی سی نے سخت ضابطے بنائے ہیں، جس کے تحت مقالہ میں چوری پکڑی گئی تو پی اچ ڈی کا رجسٹریشن رد ہو جائے گا اور نگراں کی بھی شامت آئے گی مقالہ جمع کرنے سے پہلے حلف نامہ دینا ہوگا کہ یہ مقالہ ہم نے خود لکھا ہے اور میرا یہ اصلی کام ہے، کہیں سے نقل نہیں ہے، نگراں کو یہ وضاحت کرنی ہوگی کہ نقل کی جانچ کے لیے دستیاب وسائل سے اس کی جانچ کرلی گئی ہے، یہ کسی دوسرے کے مقالے کا چربہ یا سرقہ نہیں ہے، یو جی سی نے اس قسم کی مشین اور متعلقہ آلات یونیورسٹی میں رکھنے اور فراہم کرنے پر زور دیا ہے، جو اس قسم کے سرقہ کو پکڑ سکیں مقالہ دوسری کتابوں اور مقالوں سے نقل ہے، اس

البتہ اس نئے ضابطہ میں بھی دس فی صد تک چوری کو صفر کا درجہ دیا گیا ہے، یعنی کسی مقالہ میں دوسرے مقالہ سے دس فی صد تک یکسانیت پائی گئی تو کسی طرح کا جرمانہ نہیں لگایا جائے گا اور سزا نہیں دی جائیگی، لیکن اگر کسی ریسرچ اسکالر کے مقالہ میں دس فی صد سے چالیس فی صد تک یکسانیت پائی گئی تو مقالہ نگار کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا، اور چھ مہینے کے اندر اسے اپنے مقالہ میں ترمیم کرکے دوبارہ جمع کرنے کی سہولت دی جائے گی، چالیس سے ساٹھ فی صد دوسرے مقالے سے مطابقت کی شکل میں ایک سال سے قبل ترمیم کرکے مقالہ جمع نہیں کیا جاسکے گا اور نگراں محترم کا سالانہ اضافہ (انکریمنٹ) روک دیا جائے گا، ایک سال تک انکریمنٹ نہیں ملے گا اور دو سال تک کسی اور اسکالر کے وہ نگراں بننے کے لیے نااہل قرار پائیں گے۔ 60 فی صد سے زائد یکسانیت پائی جانے پر رجسٹریشن رد کر دیا جائے گا، اور مخطوطہ واپس ہو جائے گا، ڈگری ملنے کے بعد بھی واپس لے لی جاسکتی ہے۔ رہ گئے نگراں تو دو سال تک انکریمنٹ روک دیا جائے گا اور تین سال تک نگرانی کے لیے نااہلی مقدر بنے گی، یو جی سی کا یہ اچھا فیصلہ ہے اس سے تحقیقی سندی مقالوں کا معیار بڑے گا، قینچی اور پیسٹنگ کے کام پر روک لگایا جاسکے گا، اور جو لوگ موٹی موٹی رقم لے کر سندی مقالے لکھا کرتے تھے اور اسے صنعت کی شکل دیدی تھی، وہ انڈسٹری اور کارخانے بھی بڑی حد تک بند ہو جائیں گے۔

مفلس ہندوستان

ہندوستان میں انبانی، برلا، ٹاٹا، ڈالمیا اور ان جیسے چند گھرانوں کو چھوڑ کر بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہیں ہم کھاتا پیتا گھرانہ کہہ سکتے ہیں یعنی انہیں ضروریات زندگی کے حصول میں دشواریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، لیکن ایک بڑا طبقہ وہ ہے جو محرومیوں میں زندگی گذار رہا ہے، اور اپنی معاشی ضرورت کی تکمیل میں وہ اپنے کو کمزور پاتا ہے، عالمی بینک نے حال میں غریبی کے ناپنے کے جو اصول طے کیے ہیں، اس میں اوسط آمدنی جن کی 3.2 ڈالر یومیہ ہے، اسے معمولی آمدنی والے کے زمرے میں رکھا ہے، اور جن لوگوں کی یومیہ آمدنی کم از کم 5.5 ڈالر ہے اسے معاشی اعتبار سے ٹھیک مانا ہے، جب کہ بین الاقوامی سطح پر ان لوگوں کو غریب مانا جاتا ہے جن کی آمدنی 1.90 ڈالر سے کم ہے، عالمی بینک کے سروے کے مطابق ہندوستان کی ۲۸/فی صد آبادی خط افلاس سے بھی نیچے ہے، اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ 15.5 فی صد لوگ اوسط آمدنی والے ہیں، 1.1 ارب ہندوستانی کی آمدنی 5.5 ڈالر سے کم 76.3 کروڑ ہندوستانی کی آمدنی 3.2 ڈالر یومیہ سے کم اور 26.8 کروڑ ہندوستانی انتہائی غریب ہیں۔

افراط زر نے مہنگائی میں اضافہ کیا ہے اور عام لوگوں کی زندگی دشوار تر ہوتی جارہی ہے، حکومت نے لو جہاد، ہجومی تشدد، گئو رکچھا، نکاح، طلاق، حلالہ جیسے موضوع کو اپنی ترجیحات میں شامل کر رکھا ہے، اسے معاشی ترقی کے لیے منصوبے بنانے، بے روزگاری دور کرنے، کالے دھن پر روک لگانے کی فکر نہیں ہے، اس سلسلے میں دعوے ہی دعوے ہیں، اور مفلسی نہ وعدوں سے دور ہوسکتی ہے اور نہ دعووں سے، اس کے لیے ٹھوس حکمت عملی اور نافذ کرنے کا عزم مصمم جب تک نہ ہو، کچھ نہیں کیا جاسکتا، جس کی مرکزی حکومت کے پاس انتہائی کمی ہے۔

مجرمانہ روش

ہمارے سیاسی قائدین اپنے کیرکٹر وکردار کے اعتبار سے کس قدر گر چکے ہیں، اس کا اندازہ اس سروے رپورٹ سے کیا جاسکتا ہے جو انتخاب کے موقع سے حلف نامہ میں درج اطلاع کے مطابق ہے اور جس میں کہا گیا ہے کہ ملک کے ممبران اسمبلی اور ارکان پارلیمان پر جو مقدمات درج ہیں، اس کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کا ہر پانچواں نیتا الزام کے کٹہرے میں کھڑا ہے، اغوا کے معاملہ میں یوپی بہار کے نیتا آگے ہیں اور عورتوں سے متعلق مجرمانہ روش کے اپنانے میں مہاراشٹر نے پورے ملک کو پیچھے چھوڑ دیا ہے، ملک کے چار ہزار آٹھ سو چھپن (۴۸۵۶) ارکان میں سے اکیس (۲۱) فی صد یعنی دس سو چوبیس (۱۰۲۴) ارکان اسمبلی اور پارلیمان کے خلاف سخت مجرمانہ اقدام کے معاملات درج ہیں، جن میں سے اکاون (۵۱) پر عورتوں سے متعلق مقدمات ہیں، چونسٹھ (۶۴) ارکان ایسے ہیں جن پر اغوا کا معاملہ درج ہے اور ان میں بھاجپا سب سے آگے ہے کیوں کہ تنہا سولہ (۱۶) ملزمین اس معاملے میں اسی پارٹی کے ہیں، جب کہ کانگریس اور راجد کے چھ چھ (۶) ان سی پی کے پانچ (۵)، بی جے ڈی کے چار (۴)، اور سترہ (۱۷) دوسری سیاسی پارٹیوں کے ہیں، چار (۴) آزاد ارکان بھی اس فہرست میں شامل ہیں۔

اس مجرمانہ روشن کو فروغ دینے میں سیاسی پارٹیوں کا بھی بڑا اہم رول رہا ہے، یہ پارٹیاں دبنگوں کو ٹکٹ دیتی ہیں کیوں کہ دبنگئی کے ذریعہ جیت کو یقینی بنانے کا امکان زیادہ سے زیادہ ہے، گذشتہ پانچ سالوں میں سیاسی پارٹیوں کے ذریعہ جو ٹکٹ دیے گیے ان میں عورتوں پر مظالم کے سلسلے میں ماخوذ تینتالیس (۴۳) امیدوار ہیں جنہیں بھاجپا نے ٹکٹ دیا، اس فہرست میں بی ایس پی کے پینتیس (۳۵) کانگریس کے ۲۴، شیوسینا کے ۲۲، سماجوادی پارٹی کے سترہ امیدوار بھی قابل ذکر ہیں، کل ۳۳۴ ایسے امیدوار ہیں، ان میں سے چالیس نے لوک سبھا کا اور ۲۹۴ نے اسمبلیوں کے الیکشن میں حصہ لیا، ۱۲۲ ایسے آزاد امیدوار بھی تھیم جنہوں نے پارلیامنٹ، راجیہ سبھا اور اسمبلیوں کے الکشن میں درج مقدمات کے باوجود قسمت آزمائی کی، رائے دہندگان بھی اس سلسلے میں حساس نہیں ہیں، اسی لیے ۱۱۸ ایسے امیدوار مسلسل پانچ سالوں سے انتخابات میں کھڑے ہو رہے ہیں، جن پر کم از کم مجرمانہ اقدام کا ایک کیس درج ہے اور وہ فتح سے ہم کنار بھی ہوتے رہے ہیں، ریاستی اعتبار سے دیکھیں تو مجرمانہ روش اور ذہنیت کے لوگ مہاراشٹر میں ۱۲/مغربی بنگال میں گیارہ (۱۱)، آندھرا پردیش اور اڑیشہ میں پانچ پانچ (۵)، جھارکھنڈ کے تین (۳)، یوپی کے ایک (۱)، بہار کے دو (۲) نیتا وہ ہیں جو آج بھی ارکان ہیں اور ان پر اغوا کے معاملات درج ہیں۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قانون ساز لوگ ہی قانون شکنی کر رہے ہیں، ایسے میں ملک امن وامان کے ساتھ کس طرح آگے بڑھ سکتا ہے اور عام لوگوں میں جرم کا گراف کس طرح نیچے آسکتا ہے کیوں کہ قانون کی پاسداری کا

یادوں کے چراغ

صحافی سید علی مرحوم

: مولانا نوراللہ جاوید قاسمی

کلکتہ شہر ہمیشہ زندہ دلوں کا شہر رہا ہے۔ یہاں سے اٹھنے والی آوازیں ملک بھر میں سنی جاتی تھیں، مولانا آزاد کی فکری جولانیوں کا پہلا میدان عمل یہی شہر رہا ہے، مگر ہندوستان کی آزادی، پے در پے فسادات کے بعد سے ہی کلکتہ شہر فکری و ملی شخصیتوں سے محروم ہوتا چلا گیا۔ ملاّ جان محمد، مولانا ابوسلمہ شفیعؒ، مولانا محمد زماں حسینیؒ، مولانا عبدالفتاح، مولانا معصوم کریمی کے بعد کلکتہ شہر کی فکری و علمی نمائندگی جن شخصیتوں نے کی ہے ان میں سب سے بڑا نام سید علی کا ہے۔ بلکہ جس شخصیت نے ہندوستان بھر میں اپنے قلم سے کی ہے، نمائندگی کلکتہ کی وہ شخصیت مرحوم سید علی کی ہے۔ ہندوستان کا کوئی ایسا اردو اخبار نہیں ہے جس میں سید علی کے علمی وفکری مضامین شائع نہیں ہوتے رہے ہیں ان کی تحریروں کو ملک بھر میں پڑھا اور پسند کیا جاتا رہا ہے۔

سید علی گزشتہ ایک سال سے گردے کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ اس درمیان ان کے اہل خانہ انہیں اسپتال میں داخل کراتے رہے۔ مگر ان کی طبیعت دن بدن بگڑتی رہی، پہلے چھ مہینہ لکھنے پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ جیسے ہی صحت یاب ہوتے، قلم کا مجاہد قلم سنبھال لیتا مگر گزشتہ 6 مہینوں سے وہ لکھنے پڑھنے سے بالکل معذور ہو گئے تھے؛ بلکہ صاحب فراش تھے۔ اس درمیان میری ان سے دو ملاقاتیں بھی ہوئیں جس میں انہوں نے اس پر قلق کا اظہار بھی کیا۔ عیدالفطر کے بعد طبیعت بگڑنے کے بعد انہیں پھر کلکتہ شہر کے ایک پرائیوٹ نرسنگ ہوم لائف لائن میں داخل کرایا گیا؛ مگر طویل مدت تک موت وحیات کی کشمکش سے دوچار رہنے کے بعد 5 جولائی کو سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ساتھ قلم کا مجاہد بھی اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دیا۔

ایک لمحے کی اجازت نہیں ملنے والی
موت آتی ہے تو دستک بھی کہاں دیتی

زندگی پر ہمیشہ موت کی فتح ہوئی ہے، موت ہر جگہ، ہر موسم میں پیش آنے کی وجہ سے زندوں کا ایک لمحے میں مردہ ہو جانا اور پھر کبھی لوٹ کر نہ آنا عام سی بات ہے۔ یہ معمولِ زندگی ہے اس پر کسی کی توجہ نہیں جاتی ہے۔ مگر جب ہمارے درمیان سے ایک ایسا شخص اٹھ جائے جس کا نعم البدل ملنا مشکل ہو، اس قت ان کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ سید علی کی شخصیت بھی انہی لوگوں میں سے تھی ان کے چلے جانے کے بعد ان کی افادیت اور قدر و قیمت کا احساس ہو رہا ہے۔ اب کون ہے جو اس سرزمین بنگالہ کی علمی وفکری رہنمائی کرے، کون ہے جو ہمہ وقت صالح معاشرہ کی تشکیل اور بلا خوف لومۃ لائم حکمران وقت کی غلطیوں پر نکیر کرے گا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سید علی مرحوم کی کمی کے احساس میں شدت آتی رہے گی۔

موت اس کی ہے جس کا کرے زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کیلئے

سید علی پیشہ کے اعتبار سے تاجر تھے، اپنی جوانی میں وہ ایک کامیاب تاجر تھے؛ بلکہ التاجر الصادق المصدوق کی تعبیر تھے۔ انہوں نے اپنی اسی تجارت سے اپنے سات بیٹے اور دو بیٹوں کی شاندار پرورش کی اور آج یہ سب خوشحال ہیں؛ مگر وہ عنفوان شباب سے تحریک اسلامی سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ان کی شناخت ایک قلم کار اور صحافی کی حیثیت سے ایسی ہوئی کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ وہ پیشہ کے اعتبار سے بھی صحافی ہیں۔ دراصل زمانہ شباب میں ہی وہ تحریک اسلامی سے وابستہ ہو گئے تھے، ان کی شخصیت کی تعمیر میں جماعت اسلامی مغربی بنگال کے امیر حلقہ مرحوم مولانا عبدالفتاح کی خصوصی تربیت کا اہم رول رہا ہے۔ مولانا عبدالفتاح نے اپنے زمانہ امارت میں نوجوانوں کی ایسی کھیپ تیار کی تھی جو آج مختلف محاذ پر اسلام کی نمائندگی کر رہے ہیں، ان میں سید علی مرحوم ایک اہم نام تھا۔ سید علی 1962 کے بعد جماعت اسلامی سے وابستہ ہوئے۔ اس درمیان وہ کئی مرتبہ مرکزی مجلس نمائندگان اور ریاستی شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ وہ کام کرنے پر یقین رکھتے تھے۔ عہدہ اور ناموری کی چاہت ان کی شخصیت کا حصہ نہیں تھا۔ وہ حق گو و بے باک تھے۔ ان کی تحریروں میں حق گوئی و بے باکی صاف جھلکتی تھی۔ وہ بغیر کسی رعایت کے حق بات کہنے پر یقین رکھتے تھے۔ گزشتہ پانچ دہائیوں سے وہ لگاتار لکھتے رہے تھے۔ اگر ان کے مضامین کو یکجا کر دیا جائے تو وہ کئی جلدیں تیار ہو جائیں گی۔

بنیادی طور پر وہ لکھنے پڑھنے کے آدمی تھے مگر سماج و معاشرہ سے جڑے رہنے کی وجہ سے وہ اصلاحی پروگراموں میں بھی شریک ہوتے تھے اور سماجی و ملی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتے تھے۔ مگر وہاں بھی جرأت و بیباکی کے ساتھ اپنی بات رکھنے میں انہیں ملکہ حاصل تھا۔

زندگی میں آگیا جب، کوئی وقت امتحاں
اس نے دیکھا ہے جگر، بے اختیارانہ مجھے

2012 میں اردو اکیڈمی مغربی بنگال نے میرے مضامین کے ایک مجموعہ "چراغ راہ" کو شائع کیا۔ اس کا رسم اجراء اردو کتاب میلہ میں تھا۔ اکیڈمی انتظامیہ نے کتاب کے رسم اجراء میں ایک مسلم ریاستی وزیر جو سابق آئی پی ایس آفیسر اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ہیں، مدعو کر لیا، پروگرام میں وزیر موصوف نے انگریزی تعلیم کی اہمیت اور اردو بذریعہ تعلیم کے نقصانات پر جم کر تقریر کی۔ پورے مجمع میں کسی نے بھی وزیر موصوف کو ٹوکنے کی ہمت نہیں کی، مگر سید علی مرحوم نے پوری جرأت کے ساتھ اردو کی وکالت کرتے ہوئے کہا کہ اردو صرف ایک زبان نہیں ہے، بلکہ اس سے ہندوستانی مسلمانوں کی شناخت وابستہ ہے۔ وہ قومیں ختم ہو جاتی ہیں جو اپنی زبان کو فراموش کر دے۔ سید مرحوم نے کہا تھا اردو زبان کی بقاء میں ہی اس ملک کے سیکولرازم کی بقا مضمر

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

دریچہ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

’’دریچہ‘‘ ڈاکٹر محمد آفتاب عالم اطہر گیاوی (ولادت ۵/جنوری ۱۹۶۰ء) بن عبدالستار اشتر گیاوی مرحوم ساکن محلّہ مسجد گلی شاہ میر تکیہ ضلع گیا کا شعری مجموعہ ہے، اطہر گیاوی یتیم پیدا ہوئے، والدہ کی تربیت، اپنی محنت اور فضل خداوندی سے ایم اے پی اچ ڈی کیا، اور پھر ملازمت انگریزی کی اختیار کی ان دنوں وہ سنجے گاندھی مہیلا کالج بیرا گی گیا کے شعبۂ انگریزی میں لکچرر ہیں، روٹی انگریزی کی کھاتے ہیں، شاعری اردو میں کرتے ہیں، شعر گوئی کے لیے ذہانت کے ساتھ مسائل سے جوجھنا بھی ضروری ہے، تبھی حالات کی بھٹی میں تپ کر شعر کا نزول ہوا کرتا ہے، اطہر گیاوی صاحب دو بیوی کے شوہر اور نو لڑکے لڑکیوں کے باپ ہیں، کالج جس میں پڑھاتے ہیں وہ بھی تنخواہ کے نام پر وعدہ فردا پر جھولا تا رہتا ہے، محبوبہ کے وعدہ فردا اور تنخواہ کے وعدہ فردا میں بہت فرق ہے، محبوبہ کے وعدہ فردا کو جھیل جانا ’’بسے امید‘‘ کے زمرے میں آتا ہے، جب کہ تنخواہ کا وعدہ فردا کبھی کبھی بھوکے سُلا دیتا ہے، ظاہر ہے جب زندگی میں مسائل ہی مسائل ہوں اور قوت لا یموت کی فکر ہر پل بے چین رکھتی ہو تو اشعار میں محبوبہ کے لیے چاند تارے، توڑنے کا ذکر کم اور زندگی کی محرومیوں کا تذکرہ زیادہ ہو جاتا ہے، یہ زندگی کی محرومی کم وبیش سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے، ایسے میں جب کوئی شاعر اپنی پریشانیوں کو شعر میں ڈھالتا ہے تو یہ آپ بیتی نہیں جگ بیتی بن جاتی ہے، اور قاری کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس کی اپنی زندگی کی کہانی ہے، اس طرح شاعر کے تخیلات اور قاری کے احساسات کے درمیان فاصلہ ختم ہو جاتا ہے اور بُعد زمانی ومکانی کے باوجود قاری تخلیقات سے اپنے کو قریب پاتا ہے، قاری کی یہی قربت فن کی زندگی کی علامت ہے اور فن زندہ رہے تو فنکار بھی زندہ رہتا ہے۔

دریچہ کی شاعری کچھ ایسی ہی ہے اس میں عارض ورخسار کا کل وگیسو اور شب وصل اور طول فراق کا تذکرہ کم اور زندگی کی ناہمواریوں کا ذکر زیادہ ہے، اس زیادتی نے اطہر گیاوی کی شاعری کو عصری حسیت سے قریب کر دیا ہے، کئی اشعار تو بول پڑتے ہیں کہ ان دنوں زندگی بسر کرنے کا ہنر کیا ہے اور اس کے لیے کتنے جتن کرنے پڑتے ہیں، اطہر گیاوی کو شاعری ورثہ میں ملی ہے، لیکن اس کی مشاطگی کے لیے انہوں نے نصف درجن شعراء سے سلسلۂ تلمذ قائم کیا، ورثہ کی بات میں اس لیے کر رہا ہوں کہ ان کے والد اشتر گیاوی بھی شاعری کرتے تھے، ان کی ایک نظم ’’شکر کا چکر‘‘ بہت مشہور ہے، اس چکر نے انہیں ملازمت دلا دی اور ایک اچھا خاصہ آزاد شخص ملازمت کی بیڑی میں جکڑ گیا، اطہر گیاوی کو بھی جکڑنے کا شوق ہے، انہیں شکوہ ہے کہ ۱۹۸۳ء سے پڑھانے کے باوجود میری نوکری مع تنخواہ آج تک نہیں ہو سکی۔

اطہر گیاوی کے جو نصف درجن شاعری کے استاذ ہیں ان میں قسیم گیاوی، ڈاکٹر افصح ظفر، شجر ٹکاروی، ڈاکٹر علیم اللہ حالی، ایم ایس راہی، فرحت قادری کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں، اتنے زیادہ شعراء سے تلمذ کی وجہ سے ان کا اپنا رنگ و آہنگ قائم نہیں ہو سکا، ہر شاعر نے اصلاح دیتے وقت اپنے انداز تخیل کو فوقیت دی، اس طرح اطہر گیاوی کی شاعری میں قوس قزح کا رنگ در آیا، جو دیکھنے میں بھلا تو لگتا ہے لیکن رنگوں کے اختلاط کی وجہ سے کسی ایک رنگ پر نظر نہیں ٹکتی۔

یک صد سے دس کم یعنی نوے غزلوں پر مشتمل اس مجموعہ کے اوراق ایک سو بارہ ہیں؛ جن میں بیس صفحات نثر میں ہیں، کتاب کا انتساب والدین نیز اشتر گیاوی، انوری بیگم اور استاذ ایم ایس راہی بانی بزم راہی گیا کے نام ہے، جن کی رہنمائی نے اطہر گیاوی کو اس لائق بنایا کہ وہ اپنا شعری مجموعہ پیش کر سکیں، شروع میں ’’کچھ اپنے بارے میں‘‘ کے عنوان سے اطہر گیاوی نے اپنی زندگی کے کچھ اوراق ہمارے لیے کھولے ہیں، ڈاکٹر سید احمد قادری نے ’’دریچہ سے جھانکتی ڈاکٹر اطہر گیاوی کی شاعری‘‘ کے عنوان سے اطہر کی شاعری کی داخلی وخارجی جہتوں کو متعین کرنے کی کوشش کی ہے، لکھتے ہیں:

’’ڈاکٹر اطہر گیاوی کی شاعری میں جس قدر سنجیدگی، متانت، درد وغم اور جستجو و آرزو کی کیفیات موج زن ہیں، ان کیفیات اور خصوصیات کی جانب نہ تو لوگوں نے توجہ دی اور نہ ہی بذات خود ڈاکٹر اطہر گیاوی نے توجہ مبذول کرانے کی کبھی سنجیدہ کوشش کی ہے۔‘‘

احمد صغیر کا بھی ایک مضمون اطہر کی شاعری پر اس مجموعہ میں موجود ہے، احمد صغیر نے اپنی طرف سے کم لکھا ہے، اشعار زیادہ کوڈ کیے ہیں، انہوں نے کم جملوں میں جو بات لکھی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اطہر گیاوی کی غزلوں میں وہ خوبی موجود ہے جو ایک اچھے شاعر میں ہونی چاہیے، مثلاً انسانی جذبات کی عکاسی، تخیل کی رنگینی، الفاظ کی ندرت، بیان کی چاشنی اور قافیہ وردیف وبحور کی رعایت وغیرہ وغیرہ۔

اطہر گیاوی نے اپنے اس مجموعہ کی ترتیب میں روایت کا خیال نہیں رکھا ہے، عموماً مسلم شعراء مجموعہ مرتب کرتے وقت پہلے حمد اور اس کے بعد نعت رکھنے کا التزام کرتے ہیں، اس کے بعد کلیم الدین احمد کی نظر میں نیم وحشی صنف سخن غزل کو لاتے ہیں، اب یا تو اطہر گیاوی نے حمد ونعت کہی ہی نہیں ہے، یا تو ان مقدس خیالات کو نیم وحشی صفت سخن کے ساتھ رکھنا پسند نہ کیا ہو، وجہ جو بھی ہو یہ روایت سے بغاوت کے مترادف ہے۔

بہار اردو اکیڈمی کے مالی تعاون سے اشاعت پذیر اس مجموعہ کی قیمت ایک سو پچاس روپے ہے، کمپوزنگ طباعت، کاغذ عمدہ ہے، ہارڈ بائنڈنگ کے اوپر جو کوور ہے اس پر ایک کھڑکی کی بوسیدہ تصویر ہے جو دیکھنے میں آثار قدیمہ کی طرح لگتی ہے، دریچہ کی مناسبت سے یہ کھڑکی کوور پر آگئی ہے، لیکن اسے دریچہ کی شاعری کا سمبل اور علامت نہیں سمجھنا چاہئے، اطہر گیاوی کی شاعری ایسی بوسیدہ نہیں ہے، وہ تو توانا اور تنومند ہے،

حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما

مولانا نورالحق رحمانی، استاد المعہد العالی امارت شرعیہ

حضرت ام کلثوم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں، ان کا نام زینب صغریٰ اور کنیت ام کلثوم ہے اور وہ اپنی کنیت ہی سے مشہور ومتعارف ہیں، ان کی پیدائش ٦ھ ہجری میں ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر چار سال اور پانچ سال کے درمیان تھی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ان کے فیض صحبت سے شرف یاب ہوکر صحابیات کے زمرہ میں داخل ہوئیں۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے پیغام نکاح دیا، جبکہ وہ کم سن تھیں تو ان سے دریافت کیا گیا کہ اس نکاح سے آپ کا کیا مقصد ہے؟ انہوں نے فرمایا: ’’إنی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: کل سبب منقطع یوم القیامۃ إلا سببی، فأردت أن یکون بینی وبین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سبب صہر‘‘. (سیرۃ ابن اسحاق) (میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن میرے رشتے کے سوا تمام رشتے ختم ہوجائیں گے، اس لیے میں نے چاہا کہ میرے درمیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مصاہرت کا رشتہ قائم ہوجائے۔)

’’واللّٰہ مادعانی إلی تزویجہا إلا أنی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ إلا ما کان نسبی وسببی‘‘ (حوالہ سابق) (اللہ کی قسم مجھے ان سے نکاح کرنے کا داعیہ اس لیے پیدا ہوا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن ہر سبب اور ہر نسب ختم ہوجائے گا، سوائے میرے سبب اور میرے نسب کے۔)

عبداللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ سے اور ان کے والد ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم سے نکاح کیا اور چالیس ہزار (درہم) انہیں مہر دیا۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ۵۰۲/۳)

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں اس نکاح کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

اخیر میں ان (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو خیال ہوا کہ خاندان نبوت سے تعلق پیدا کردیں جو مزید شرف اور برکت کا باعث تھا، چنانچہ جناب امیر (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے لیے درخواست کی، جناب ممدوح نے پہلے ام کلثوم کی صغرسنی کے سبب سے انکار کیا؛ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زیادہ تمنا ظاہر کی اور کہا کہ اس سے مجھے حصول شرف مقصود ہے، بالآخر جناب امیر کرم اللہ وجہہ نے منظور فرمایا اور ۱۷ ہجری میں ۴۰ ہزار مہر پر نکاح ہوا۔ (الفاروق)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے زید نامی لڑکا ہوا، رقیہ نامی ایک لڑکی کا بھی بعض کتابوں میں تذکرہ ہے، وہ بچپنے میں فوت ہوگئیں، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کے بعد امیر المومنین ریاض الجنۃ میں جہاں مہاجرین اولین بیٹھے تھے، تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ مجھے مبارک باد دو، لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کسی مبارک باد دیں تو انہوں نے بتایا کہ میں نے ام کلثوم بنت علی سے نکاح کرلیا ہے۔ اس رشتہ کی عظمت وتقدس کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے انہوں نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا مہر چالیس ہزار درہم مقرر فرمایا۔ صحیح بخاری میں ایک جگہ ام کلثوم کا تذکرہ ہے کہ حضرت امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے عورتوں میں چادریں تقسیم کیں، ایک چادر بچ گئی تو انہیں تردد ہوا کہ کس کو دی جائے تو ایک آدمی نے کہا: امیر المومنین! آپ یہ بچی ہوئی چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی ام کلثوم کو دیدیں جو آپ کی زوجہ ہیں۔

حضرت زید بن عمر اور ان کی ماں ام کلثوم کے بارے میں یہ روایت ہے کہ دونوں کا انتقال ایک ہی دن میں ہوا، زید کے انتقال کا سبب یہ لکھا ہے کہ بنی عدی کے درمیان لڑائی ہوئی، زید اس مقصد سے نکلے کہ ان لوگوں کے درمیان صلح کرادیں، رات تاریک تھی، کسی نے انہیں پتھر پھینک کر مارا، جس سے ان کا سر زخمی ہوگیا اور وہ بے ہوش ہوکر گر پڑے، اس کے بعد چند دنوں زندہ رہے، پھر ان کی وفات ہوگئی اور ماں کی وفات بھی اسی دن ہوئی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے انہیں نماز کے لیے آگے بڑھایا، قرابت کی وجہ سے سوتیلی ماں اور سوتیلے بھائی کی نماز جنازہ پڑھائی۔

’’ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا، انہیں ان سے ایک لڑکا زید بن عمر پیدا ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد محمد بن جعفر بن ابی طالب سے ان کا نکاح ہوا، محمد بن جعفر کے انتقال کے بعد عبداللہ بن جعفر نے ان سے نکاح کیا، یعنی حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کے شوہر عبداللہ بن جعفر نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نکاح کیا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے زید بن عمر کا ایک ہی دن میں انتقال ہوا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی‘‘۔ (انساب الاشراف)

انساب الاشراف کی روایت جو اوپر گذری، اس میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی اور اسد الغابہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کا نکاح اپنے بھتیجے حضرت عون بن جعفر کے ساتھ کردیا، اس واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح آئی ہے کہ جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بیوہ ہوگئیں تو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دونوں بھائی اپنی چھوٹی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان سے کہا کہ تم مسلمان

میں معرف ومشہور ہو، اگر تم اپنے والد بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے نکاح کی ذمہ داری سونپ دو تو بہتر ہے اور اگر تمہارا ارادہ مال عظیم حاصل کرنے کا ہے تو ایسا کرسکتی ہو، ان تینوں بھائیوں اور بہن کی بات آپس میں ہورہی تھی کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائے تشریف لے آئے، مجلس میں بیٹھنے کے بعد انہوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی قرابت اور مقام ومرتبہ کا ذکر فرمایا اور ان سب سے مخاطب ہوکر کہا: اے فاطمہ کی اولاد! میرے نزدیک تمہارا جو مرتبہ ہے، وہ تمہیں معلوم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری رشتہ داری کی وجہ سے میں نے تمہیں اپنی اولاد پر ترجیح دی ہے، ان سب نے بیک زبان کہا: آپ نے سچ فرمایا، اللہ آپ پر رحم کرے اور بہتر بدلہ عطا فرمائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سے مخاطب ہوکر فرمایا: بیٹی! اللہ عزوجل نے تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم اس معاملہ کو میرے ہاتھ میں دے دو، بیٹی نے جواب دیا: ابا جان! میں ایک عورت ہوں اور اس مال کی رغبت رکھتی ہوں، جس کی رغبت عورتیں رکھتی ہیں اور جس طرح عورتیں دنیا حاصل کرنا چاہتی ہیں، میں بھی حاصل کرنا چاہتی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ اپنے نفس کے معاملہ میں غور وفکر کروں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: نہیں بیٹی، تمہاری یہ رائے مناسب نہیں ہے، اس سلسلہ میں تمہارے ان دونوں بھائیوں کی رائے معتبر ہوگی، پھر وہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان دونوں میں سے کسی سے بھی بات نہیں کروں گا، کیا تم ایسا کرتی ہو، (یعنی اپنی شادی کا اختیار مجھے دیتی ہو) حضرات حسنین رضی اللہ عنہما نے ان کے کپڑے پکڑ لئے اور کہا: ابا جان! بیٹھئے، آپ کے فراق پر ہم صبر نہیں کرسکتے اور بہن سے کہا کہ تم اپنا معاملہ ابا جان کے سپرد کردو، اس پر وہ راضی ہوگئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تمہارا نکاح عون بن جعفر کے ساتھ کردیا، حضرت عون نے چار ہزار درہم کی رقم بطور مہر کے ان کے پاس بھیجی اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہ کو عون کے گھر رخصت کردیا۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ)

اسد الغابہ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے بھتیجے حضرت عون سے کردیا۔ سیر اعلام النبلاء کی روایت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور حضرت عون بن جعفر کے بعد ان کا نکاح دوسرے بھتیجے محمد بن جعفر کے ساتھ کردیا، ان کے انتقال کے بعد اپنے پہلے داماد اور بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کردیا؛ یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے اور ان ہی کے نکاح میں رہتے ہوئے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، اس طرح گویا اپنے بھائی جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے تین بیٹوں سے آپ نے باری باری اپنی چھوٹی بیٹی کا نکاح کیا، لیکن حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ان تینوں بیٹوں میں سے کسی سے بھی انہیں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء)

پہلے شوہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹا زید اور ایک بیٹی رقیہ پیدا ہوئی تھیں؛ لیکن یہ دونوں ہی بچپنے میں فوت ہوگئے، گویا ان سے آپ کی نسل نہیں چلی، صرف حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے اور بڑی بیٹی زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے نسل چلی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عون بن جعفر اور محمد بن جعفر سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح پر سب کا اتفاق ہے، البتہ بعض کتابوں میں حضرت عون بن جعفر کا پہلے اور حضرت محمد بن جعفر کا بعد میں تذکرہ ہے، سیر اعلام النبلاء کی روایت کی رو سے حضرت محمد بن جعفر کے انتقال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کا نکاح اپنے پہلے اور بڑے داماد اور بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا اور ان ہی کے نکاح رہتے ہوئے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، بعض کتابوں میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہا سے نکاح کا تذکرہ نہیں ہے۔

لیکن اگر نکاح حضرت ام کلثوم کا حضرت عبداللہ بن جعفر کے ساتھ ہوا ہے تو یہ حضرت علی نے نہیں کرایا ہے؛ اس لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت ۴۰ھ میں ہوئی اور حضرت زینب کی وفات حضرت علی کی وفات کے بائیس سال بعد ۶۲ھ میں ہوئی تو یہ شادی حضرت علی کیسے کراسکتے ہیں، جبکہ اس روایت میں اس کا تذکرہ ہے کہ محمد بن جعفر کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم کے والد؛ یعنی حضرت علی نے ان کا نکاح عبداللہ بن جعفر کے ساتھ کردیا اور ان کے نکاح میں رہتے ہوئے حضرت ام کلثوم کی وفات ہوئی۔ قال ابن اسحاق: فزوجها أبوها بمحمد بن جعفر فمات ثم زوجها أبوها بعداللّٰہ بن جعفر فمات عندہ.

اور انساب الاشراف کی روایت میں ہے: وقتل عنها فخلف علیها محمد بن جعفر بن أبی طالب فتوفی عنها فخلف عبداللّٰہ بن جعفر بعد زینب. یعنی حضرت عمر کی وفات کے بعد محمد بن جعفر بن ابی طالب سے ان کا نکاح ہوا، پھر محمد بن جعفر کی وفات کے بعد عبداللہ بن جعفر نے حضرت زینب کے بعد ان سے نکاح کیا۔ اس روایت میں صراحت ہے کہ حضرت زینب بنت علی کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفر نے ام کلثوم سے نکاح کیا ہے تو پھر یہ نکاح حضرت علی کیسے کراسکتے ہیں؛ اس لیے کہ ان کی شہادت ۴۰ھ میں ہے اور حضرت زینب واقعہ کربلا کے بعد بھی دو سال زندہ رہی اور واقعہ کربلا ۶۱ھ میں ہے، اگر یہ شادی ہوئی ہے تو کسی اور نے کرائی ہے، حضرت علی یا حضرات حسنین میں سے کوئی اس وقت زندہ نہیں ہیں۔ بہر حال یا تو حضرت عبداللہ بن جعفر سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کی شادی کی روایت صحیح نہیں ہے، یا اگر صحیح ہے تو پھر یہ شادی حضرت علی یا ان کے دونوں بڑے صاحبزادوں حضرات حسنین میں سے کسی نے نہیں کرائی ہے، کسی اور نے کرائی ہے، یا خود حضرت عبداللہ بن جعفر نے کی ہے؛ اس لیے کہ چچازاد بھائی

آسام بارود کے ڈھیر پر

شہریت ٹریبیونل پر بددیانتی کے الزامات

عبدالباری مسعود

شمال مشرقی انڈیا کا (آبادی کے لحاظ سے) سب سے بڑا اور حساس صوبہ آسام پھر ایک مرتبہ بارود کے دہانہ پر کھڑا ہے، اور اسے دوبارہ اس دہانہ تک پہنچانے کا کام متعصّبانہ اور فرقہ وارانہ نیز حقیر مفادات کی سیاست نے کیا ہے۔ اس کا سبب شہریت کے قومی دفتر (National Register of Citizenship) این آر سی کی تیاری میں تعصب اور بددیانتی سے کام لینا ہے نیز شہریت (ترمیمی) بل ہے، جو ۱۵/جولائی ۲۰۱۶ء کو پارلیمان میں پیش کیا گیا تھا۔ چنانچہ آج ریاست کی ایک بڑی آبادی جو غریب اور مفلوک الحال اور بڑی حد تک ناخواندہ ہے، اس وقت عدم سلامتی، بے یقینی، اور خوف کی نفسیات میں مبتلا ہے کہ کہیں اسے فرقہ وارانہ سیاست کی بھینٹ نہ چڑھا دیا جائے۔

سب سے اہم مسئلہ این آر سی کی آخری فہرست ہے جو ۳۱/جولائی کو جاری ہونے والی ہے اور یہ خدشہ ہے کہ ریاست میں ۷۰، ۸۰/کی دہائی جیسے سنگین حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ این آر سی کی تیاری یا نظر ثانی پر ریاست کے تقریباً تمام افراد نے خیر مقدم کیا تھا کہ اس سے ''سیاسی مفادات کے پیش نظر اچھالے جانے والے غیر قانونی تارکین وطن (بنگلہ دیشی) کا مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ نظر ثانی کا یہ کام ۲۰۱۵ء میں شروع ہوا اور این آر سی کی پہلی م پر آئی جس میں ریاست کے تین کروڑ ۲۹/لاکھ درخواست گزاروں میں سے ایک کروڑ ۹۰/لاکھ کو ''ہندوستانی شہری'' قرار دیا گیا۔ دوسری اور آخری فہرست کو دسمبر ۲۰۱۷ء میں جاری کیا جانا تھا لیکن اس میں تاخیر ہوتی گئی۔ اس بارے میں یہ عذر پیش کیا گیا کہ اس پر نظر ثانی اور تصدیق کا کام ہو رہا ہے۔ بعد ازاں اجراء کی تاریخ امسال ۳۰/جون مقرر کی گئی، مگر ریاستی حکام نے سیلاب کی وجہ سے وقت پر کام نہ ہونے کا عذر پیش کر کے سپریم کورٹ سے مزید توسیع کی درخواست کی۔ چنانچہ عدالت نے اجراء کی نئی تاریخ ۳۱/جولائی مقرر کی ہے۔

خیال رہے این آر سی کی فہرست پر نظر ثانی کا کام سال ۲۰۱۵ء میں سپریم کورٹ کی نگرانی میں شروع ہوا۔ اور تمام شہریوں جن کے نام یا ان کے ابا و اجداد کے نام ۲۴/اگست ۱۹۷۱ء کی نصف شب تک شہریت کے دفتر میں درج ہیں وہ قانونی طور پر انڈیا کے شہری کہلائیں گے۔ اس کے بعد جو آسام میں داخل ہوئے ہیں انہیں ملک بدر کیا جائے گا۔ لیکن انہیں کہاں بھیجا جائے گا اس بارے میں صوبہ اور مرکز دونوں حکومتیں خاموش ہیں۔ جہاں تک بنگلہ دیشی شہریوں کے غیر قانونی طریقے سے آسام میں میں داخل ہونے کا جو الزام لگایا جاتا ہے تو اس بارے میں ابتک کسی ہندوستانی حکومت نے بنگلہ دیش سے بات کیوں نہیں کی؟

بی جے پی کے اپریل ۲۰۱۶ء میں ریاست میں برسر اقتدار آنے سے پہلے تک این آر سی پر نظر ثانی کا کام ہموار طریقہ سے چل رہا تھا۔ اس بارے میں کوئی شکایت سامنے نہیں آئی تھی نہ کسی نے انگلی نہیں اٹھائی تھی۔ مگر بی جے پی حکومت نے اپنی ''مخصوص سوچ'' کے زیر اثر اس کام میں دخل اندازی شروع کر دیا۔ اس پر غریب لوگوں کے لئے مسائل و مشکلات کھڑی کرنے کے الزامات لگنے شروع ہوئے۔ شہریت کا دفتر تیار کرنا یہ ایک بڑا، مشکل اور پیچیدہ کام ہے۔ غیر سرکاری دعوی کے مطابق اس کام میں ۳۵/لاکھ افراد راست اور براہ راست طور پر شامل ہیں۔ سرکاری اندازہ کے مطابق ایک کروڑ ۲۵/لاکھ افراد مشتبہ ووٹر ہیں۔ تاہم طرح طرح کی شکایتیں سامنے آنے لگیں۔ پہلے گاؤں کے پنچایت تصدیق نامہ کو شہریت کے متعلق ایک ثبوت تسلیم کرنے سے انکار کیا گیا۔ اس کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع ہونا پڑا۔ جس نے اس ثبوت کو بحال کر دیا۔ ''نیوز کلک'' کے نام سے ایک ویب سائٹ کے صحافیوں کی ٹیم نے آسام کے بیشتر علاقوں کا دورہ کیا جہاں اسے یہ شکایتیں سننے کو ملی کہ افسران شہریت سے متعلق تفصیلات اور دستاویزات کو مسخ کر رہے ہیں یا اس میں کسی دوسرے خاندان کو شامل کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک ۳۵/سالہ تعلیم یافتہ نوجوان نے جو گوہاٹی ایک کمپنی میں برسر کار ہے، ٹیم کو نام نہ افشاں کرنے کی شرط پر بتایا کہ اسے این آر سی ایک افسر کا فون آیا کہ وہ فلاں مقام پر آ کر ملے۔ جب میں وہاں پہنچا تو افسر نے کہا کہ اسے اس لئے بلایا گیا ہے کہ اس نے اپنے ابا و اجداد کے ثبوت سلسلہ میں جس لگیسی کوڈ Legacy Code کا اپنی درخواست میں تذکرہ کیا ہے اس پر کسی دوسرے خاندان نے دعوی کیا ہے۔

ریاست میں لگیسی ڈیٹا (Legacy Data) سے مراد ۱۹۵۱ء کا شہریت دفتر اور ۲۴/مارچ ۱۹۷۱ء تک کی رائے دہندگان کی تمام فہرستیں ہیں۔ اس کے تحت اب شہریوں کی پوری تفصیلات کمپیوٹر میں ڈال دی گئی ہیں۔ یہ تفصیلات اپنا کوڈ نمبر ڈال کر آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اگر آپ اپنی شہریت ثابت کرنا چاہتے ہیں تو آپ اپنے ابا و اجداد کو لگیسی ڈیٹا میں تلاش کریں۔ جیسے ہی اس بارے میں کوئی ثبوت مل جائے گا وہ ۱۱/ہندسوں پر مشتمل ریل یا ہوائی ٹکٹ کے پی این آر نمبر کی شکل میں ہوگا۔ اسے Legacy Data Code کہتے ہیں۔ اس میں اس شخص کے بارے میں تمام معلومات ہوتی ہیں جس کا نام لگیسی ڈیٹا میں ہوتا ہے۔ ابا و اجداد کے کسی نام سے آپ کا نام میل کھاتا ہے تو درخواست گزار کو ایک ڈیٹا سلپ دی جاتی ہے جو اپنا نام این آر سی میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ اس نوجوان نے ٹیم سے کہا کہ افسر کا بیان الجھن پیدا کرنے والا تھا۔ کیونکہ دو خاندانوں کا جو ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں ہیں، ان کا یک جیسا یا ایک ہی لیگیسی کوڈ کیسے ہو سکتا ہے؟ ''مجھے گوہاٹی کے ایک سرکاری اسکول میں ضروری کاغذات کے ساتھ بلایا گیا، جب میں وہاں پہنچا تو میرے خاندان کے دیگر افراد جیسے میری ماں، میرا بھائی، بڑی بہن اور دیگر موجود تھے۔ میں نے وہاں ایک اور خاندان کو موجود پایا جو سب ہندو تھے۔ انہوں نے اپنے درخواست فارم میں ہمارا لیگیسی کوڈ استعمال کیا تھا۔ ضابطہ کے تحت ہمارے کاغذات کی چھان بین کرنے والے افسر نے ہماری شہریت کی تصدیق کرنے کے لئے متعدد سوالات ہمارے ابا و اجداد کے متعلق پوچھے جن کے نام یونیک کوڈ یا منفرد کوڈ میں درج تھے۔ درخواست گزاروں کو تحریری شکل میں حلف نامہ بھی دینا پڑتا ہے: ''میں (خاندان کے کسی بھی فرد) کو جانتا ہوں اور میرا ان سے یہ رشتہ ہے''۔ وہ افسر چاہتا تھا کہ ہم اس ہندو خاندان کے بارے میں حلف نامہ دیں ہم اسے جانتے ہیں۔ جب میری بہن کی باری آئی تو اس افسر نے ہدایت دینا شروع کی کہ وہ لکھے کہ میں اس دوسرے خاندان کے ارکان کو بھی جانتی ہوں۔ حالانکہ ہمارا اس خاندان سے کہ چونکہ میرے خاندان کے تمام لوگ تعلیم یافتہ ہیں اس لئے وہ جانتے تھے کہ کہاں دستخط کرنا ہے اور کہاں نہیں لیکن دیہاتوں میں لوگ پڑھے لکھے نہیں ہوتے اس لئے وہ ایسی دھمکیوں کے آگے جھک جاتے ہیں۔ جہاں کہا جاتا ہے وہاں انگوٹھا لگا دیتے ہیں۔'' اس طرح شہریت سے متعلق کاغذات کو مسخ کر کے این آر سی سے لوگوں کے نام خارج یا داخل کئے جا رہے ہیں۔ دفتر کی تیاری میں متعین سرکاری عملہ کے خلاف پوری ریاست میں شکایات ملی ہیں کہ وہ اپنے فرائض دیانتداری اور فرض شناسی سے انجام نہیں دے رہے ہیں۔ حتی کہ صوبہ کے دو مرتبہ وزیر اعلی رہے پرفل کمار رمہنتہ بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کے بعض افسران نے غلطی کی ہوگی۔

یہ قابل ذکر نکتہ ہے کہ پورے آسام ہر کسی نے شہریت کے دفتر کی حمایت کی لیکن اس کی تیاری کے حوالے سے بڑے پیمانے پر شکایات سامنے آئی ہیں۔ ان میں یہ بھی ہے کہ این آر سی کے افسران کی اکثریت بشمول ریاست کے کوآرڈینیٹر آئی اے ایس افسر پرتیک ھجیلا Prateek Hajela پر متعصّبانہ اور جانبدارانہ رویہ اختیار کرنے کا الزام ہے۔ آسام کے برخلاف انڈیا کے بقیہ علاقوں میں این آر سی کا کام شہریت کے ضوابط مجریہ ۲۰۰۳ء کے ضابطہ ۴/کے تحت انجام پاتا ہے۔ اس کے مطابق شہریت کے عملہ کو گھر گھر جا کر شہریت کے کاغذات کی تصدیق کرنا ہوتی ہے، آسام میں ایسا نہیں ہے جہاں ہر گرام پنچائیت کے علاقہ میں این آر سی سیوا کیندر قائم کئے گئے جہاں سے لوگوں کو شہریت کا فارم حاصل کرنا ہوتا ہے پھر اسے بھر کر متعلقہ دستاویزات کے ساتھ دینا ہوتا ہے۔ شہریت کے دفتر میں اپنا نام درج کروانے کے لئے ہزاروں افراد دستاویز اور کاغذی کارروائی کی ذہنی اذیت میں مبتلا ہیں۔ زمینوں کے کاغذات سویڑھ سو سال پرانے ہیں انہیں بطور ثبوت تسلیم نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ الیکشن کمیشن نے ۱۹۹۷ء میں مشتبہ ووٹر یا D[doubtful]-Voter کی زمرہ بندی شروع کی تھی۔ رائے دہندگان فہرست کی نظر ثانی کے لئے الیکشن کمیشن نے تصدیق کرنے والے مقامی افسران کا عارضی بنیاد پر تقرر کیا تھا جنھیں کسی کو مشتبہ ووٹر قرار دینے کا اختیار حاصل تھا۔ ان کی رپورٹ الیکٹرال رجسٹریشن افسر (ای آر او) کے پاس جاتی جو اسے سپرنٹنڈنٹ پولیس (بارڈر) کے پاس بھیج دیتا ہے اور یہ ایسے معاملے غیر ملکی ٹریبیونل کے حوالے کر دیتا۔ این سی آر کے تحت بھی کسی شخص یا افراد کے بارے میں یہ رپورٹ دی جا سکتی ہے وہ کاغذی کارروائی پوری کرنے میں ناکام ہے۔ اسی طرح یہ رپورٹ بھی ٹریبیونل میں جاتی ہے۔

آسام میں بارڈر پولیس کا محکمہ ۱۹۶۲ء میں اور غیر ملکیوں کے متعلق ٹریبونل Foreigners Tribunals کو ۱۹۶۴ء میں قائم کیا گیا۔ گشت کے دوران اگر پولیس کو کسی بھی شخص کی شہریت پر شک ہوتا ہے تو وہ اسے گرفتار کر کے اس کے خلاف چارج شیٹ داخل کر کے اس کے معاملہ کو ٹربیونل میں بھیج دیتی ہے۔ تاہم اسے حوالہ سے بڑے پیمانے پر الزامات عائد کئے گئے ہیں کہ سرحدی پولیس کسی کو بھی اچانک پکڑ لیتی ہے اور بغیر کسی تحقیق کے اسے مشتبہ شہری قرار دیدتی ہے۔ بارپیٹا ضلع کے جئے پور گاؤں کے تین باشندوں کی بیویوں کو [مشتبہ ووٹر قرار دیا گیا ہے۔ یہ لوگ بونگئی گاؤں میں کام کرتے ہیں جن پر دہشت گردوں نے حملہ کر دیا تھا وہ اب ایک پناہ گزین کالونی میں رہتے ہیں۔ مقامی لوگوں نے بتایا کہ این آر سی کے اہلکار گاؤں کے پردھان کے گھر جاتے ہیں اور اس سے گاؤں کے تمام باشندوں کے نام لیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے بعض خامیاں در آئی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ عملہ خاتون (غیر شادی شدہ)، بیگم (شادی شدہ) اور بیوہ کے درمیان فرق کو نہیں جانتا کیونکہ یہاں کے معاشرتی رواج کے تحت عورتوں کے عرفیت میں تبدیلی آتی رہتی ہے لیکن سرکاری ریکارڈ میں یہ تبدیلی نہیں ہوتی۔ لوگوں نے یہ بھی شکایت کی کہ انہیں نوٹس نہیں ملے اور ان کی عدم حاضری میں ہی ٹریبونل نے فیصلہ دیدیا۔ افسران ان الزامات کی تردید کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نوٹس آن لائن بھیجے جاتے ہیں مگر معاملہ یہ ہے کہ کسی غیر تعلیم یافتہ کے پاس انٹرنیٹ کی سہولت کس لئے ہوگی۔ بطور مثال، کچھار ضلع کے گاؤں تاراپور کی ایک شادی شدہ خاتون کا ۱۹۸۲ء میں ۳۲-۳۳/سال کی عمر میں انتقال ہو گیا تھا۔ سرحدی پولیس نے ۱۹۸۴ء میں اس کی تحقیق کی اور ۱۹۸۶ء میں اسے غیر ملکی قرار دیا۔ یعنی یہ کتنا بڑا مذاق ہے کہ انتقال کے دو سال بعد اس کی شہریت کی جانچ ہوتی ہے اور چار سال بعد اسے غیر ملکی قرار دیا جاتا ہے۔ اس نوع کے دیہی علاقوں میں ہزاروں معاملے ہیں۔

حقوق انسانی کے کارکنوں کے مطابق ٹریبیونل کا جج صرف رائے دے سکتا ہے کوئی حکم صادر نہیں کر سکتا۔ مگر متعدد معاملوں میں اس اصول کی کھلے عام خلاف ورزی کی گئی۔ گاؤں والوں نے کہا کہ ایسا جگہ جگہ ہوا ہے۔ حقوق انسانی کے کارکنوں کے مطابق نل باڑی ضلع میں واقع ہائی کورٹ بینچ نے اس نوعیت کے 84 معاملوں کو نظر ثانی کے لئے دوبارہ ٹریبیونل بھیجا۔ غیر ملکوں کے قانون (Foreigners Act,1946) کے تحت آسام پولس اور آسام سرحدی پولیس کی ذمہ داری ہے کہ وہ مشتبہ افراد کی نشاندہی کر کے انہیں ٹریبونل کے حوالے کرے۔ مشتبہ افراد کو قید رکھنے کے لئے ریاست میں چھ حراستی مراکز تیز پور، سلچر، جورہاٹ، گولپاڑا، دبروگڑھ اور کوکراجھار (خواتین کے لئے) قائم کئے گئے ہیں جن میں اسوقت اندازاً ایک ہزار افراد بند ہیں ان میں حاملہ خواتین بھی ہیں۔ ان لوگوں کو جیل کے قیدیوں کی طرح کوئی حقوق بھی حاصل نہیں ہیں۔ مقامی وکلاء ان حراستی مراکز کو غیر قانونی قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں تعصب اندھا ہوتا ہے اس لئے وہ پکڑا بھی جاتا ہے۔ چنانچہ پولیس نے سید عبدالملک، ڈاکٹر معید الاسلام بورا اور عارف علی کے افراد خاندان کو غیر ملکی ہونے نوٹس دیا۔ عبدالملک کوئی عام آدمی نہیں ہیں وہ سابق رکن پارلیمان اور آسام کی اعلی ترین ادبی انجمن آسام ساہتیہ سبھا کے صدر رہ چکے ہیں اور ان کے آبا واجداد نے تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا تھا۔ معید الاسلام بھی آسام ساہتیہ سبھا کے بھی صدر رہ چکے ہیں اور انکے آبا واجداد آسام میں آہوم حکمرانوں کے دور حکومت میں وزراء رہ چکے ہیں۔ اسی طرح عارف علی آسام پبلک سروس کمیشن کے صدر رہ چکے ہیں۔ آسام پولیس کے ان خاندانوں پر قابل مذمت چھاپے اس وجہ سے منظر عام پر آ سکے کیونکہ ان کا تعلق ریاست کی نامور شخصیات سے ہے۔ وہ عام اور غریب لوگوں کے ساتھ جو پیش آتا ہے وہ بہت کم منظر عام پر آتا ہے۔ اس حوالے سے براق علی کا معاملہ لیں اسے مشتبہ غیر ملکی قرار دیا گیا ہے جبکہ اس کا نام ۱۹۶۶، ۱۹۷۹، ۱۹۹۷،

انٹرنیٹ بینکنگ اور سائبر سیکورٹی

مظہر حسنین

ٹیکنالوجی نے انسانی زندگی کو بہت ساری سہولیات فراہم کی ہیں۔ یہ جہاں انسانوں کے لیے مفید ثابت ہوتی ہے وہیں اس کے منفی پہلو بھی ہیں اور جس کی وجہ سے کبھی کبھی بڑے نقصانات کا سامنا بھی ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ بینکنگ آہستہ آہستہ سہولت سے زیادہ ضرورت کی شکل اختیار کرگئی ہے۔ جہاں کئی فوری سہولیات انٹرنیٹ بینکنگ سے پہلے ناممکنات میں شمار کی جاتی تھیں اب ایک عام سی بات بن کررہ گئی ہیں وہیں کچھ ایسے خطرات بھی روزمرہ بینکنگ کا حصہ بن گئے ہیں جو انٹرنیٹ بینکنگ سے پہلے نہیں تھے۔ انٹرنیٹ بینکنگ کی سہولت کو محفوظ طریقے سے استعمال کرنے کے لیے مندجہ ذیل نکات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

ہمیشہ بینک کی ویب سائٹ تک اپنے محفوظ شدہ بک مارک یا براہ راست ایڈریس بار میں ویب ایڈریس کو ٹائپ کرکے رسائی حاصل کریں۔ ای میل، ایس ایم ایس یا دوسری ڈیجیٹل دستاویزات میں موجود لنکس چاہے بظاہر محفوظ نظر آتے ہوں استعمال کرنے سے گریز کریں۔ کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ جو لنک ای میل یا ایس ایم ایس میں ظاہر ہورہا ہو اصل ربط بھی آپ کو اسی ویب سائٹ پر لے کر جائے؟ فرضی ای میلز غیر قانونی ذرائع سے آپ کے اکاؤنٹ کی ساری معلومات حاصل کرلیتے ہیں۔ اپنا آئی ڈی اور پاس ورڈ استعمال کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کرلیں کہ بینک ویب سائٹ مناسب طریقے سے محفوظ کی گئی ہے۔ جدید ویب براؤزرز آپ کے لیے ان تمام چیزوں کو بڑی حد تک یقینی بناتے ہیں چنانچہ حساس ڈیٹا تک رسائی حاصل کرتے ہوئے اپنے براؤزر پر اعتماد کریں۔ اس ہدایات پر توجہ دیں اور ان کی مکمل معلومات رکھیں۔ محفوظ ویب سائٹس کئی طرح سے پرکھی جاسکتی ہیں۔ آپ براؤزر کے اسٹیٹس بار میں انتہائی دائیں جانب ایک تالے کے نشان پر ڈبل کلک کرکے سرٹیفکیٹ چیک کرسکتے ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ تمام نئے براؤزر سرٹیفکیٹ کو خودکار طریقے سے پرکھ کر یو آر ایل بار کے بائیں جانب سبز، پیلا، نیلا یا سرخ رنگ کا نشان بنادیتے ہیں۔ سرخ رنگ نمایاں ہونے کی صورت میں براؤزر ویسے بھی آپ کو انتباہ کرے گا اور فوری طور پر آپ کو اس ویب سائٹ کو بند کردینا چاہیے۔ پیلا اور نیلا رنگ ایک درست سرٹیفکیٹ کی نشاندہی کرتا ہے اور سبز رنگ بینک یا ادارے کے ایکسٹینڈڈ ویلیڈیشن سرٹیفکیٹ کی نشاندہی کرتا ہے۔ جو کم ازکم اب بینکوں کو استعمال کرنی چاہیے۔ اپنا آئی ڈی، پاس ورڈ اور کارڈز ہمیشہ محفوظ رکھیں اور قریبی لوگوں کو بھی ایڈیشنل کارڈ یا ایڈیشنل اکاؤنٹ کے ذریعے محدود رسائی فراہم کریں۔ کسی بھی پبلک کمپیوٹر جیسے سائبر کیفے، شاپنگ مال اور ایئرپورٹ پر بینک اکاؤنٹ استعمال کرنے سے گریز کریں۔ کیونکہ کی بورڈ لاگنگ اور ہاٹ اسپاٹ مانیٹرنگ ٹولز کے ذریعے آپ کے اکاؤنٹ کی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ غیر محفوظ یا غیر مقبول ویب سائٹوں سے شاپنگ کرتے ہوئے اپنا ڈیبٹ یا کریڈٹ کارڈ استعمال نہ کریں۔ ایسی ویب سائٹوں پر شاپنگ کرنے کے لیے پے گیٹ وے جیسے پے پال، گوگل چیک آؤٹ یا ورچوئل کارڈ استعمال کریں۔ اپنا آن لائن اکاؤنٹ روزانہ اور اگر ممکن نہ ہو تو ہفتے میں دو سے تین دفعہ ضرور چیک کریں تاکہ تمام ٹرانزیکشنز پر نظر رکھی جاسکے۔

اکثر بینک خودکار ای میل اور ایس ایم ایس کی سہولت فراہم کرتے ہیں جو کسی خاص حد سے بڑی ٹرانزیکشن یا کسی دوسری غیر معمولی صورت حال میں آپ کو فوری اطلاع دیتے ہیں۔ آپ اس سہولت کا مناسب استعمال کیجئے۔ تاکہ آپ محفوظ رہ سکیں۔ اپنے حقوق سے مکمل آگاہی حاصل کریں تاکہ کسی بھی واقعے کی صورت میں آپ کے نقصان کی تلافی ہوسکے اور بینک یا ادارے کی کسی غلطی کا خمیازہ کی صورت میں آپ کو اپنی جمع پونجی سے ہاتھ دھونا نہ پڑے۔ انٹرنیٹ سیکورٹی ادارہ سائمینٹک کے مطابق انٹرنیٹ سے منسلک جرائم پیسے بنانے کا ایک بڑا ذریعہ بن چکے ہیں۔ سائمینٹک نے اپنی رپورٹ میں ایسی چیزیں فروخت کرنے والی ویب سائٹوں کا حوالہ دیا ہے جہاں بینک اکاؤنٹس کی تفصیل اور کریڈٹ کارڈ تک فروخت کیے جاتے ہیں۔ ویب سائٹس پر حملے کرنے والا وہ سافٹ ویئر بھی فروخت ہوتا ہے جسے جرائم پیشہ افراد اپنے کاروبار کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ رپورٹ میں خبردار کیا گیا ہے کہ جرائم پیشہ افراد مائی اسپیس (My Space) اور فیس بک (Facebook) جیسی قابلِ اعتبار ویب سائٹوں کو دوسروں کے کمپیوٹروں پر حملے کے لیے استعمال کررہے ہیں۔ پہلے یہ لوگ صرف شرارتاً کمپیوٹر پر وائرس کے حملے کرتے تھے لیکن اب انہوں نے پیسے بنانے شروع کردیے ہیں۔ اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اب اس طرح کے حملے اربوں ڈالر کی صنعت بن چکے ہیں۔ اس میں اُن آن لائن ڈسکشن بورڈز کا ذکر کیا گیا ہے، جن میں ممبران ایسی معلومات خریدتے اور بیچتے ہیں جس سے دوسرے کی شناخت کی چوری کا قوی امکان ہے۔ اس طرح کی ایک سائٹ پر کچھ لوگ سو ملین ای میل اڈریسیز سے لے کر بینک لاگ انز اور کریڈٹ کارڈز کی تفصیلات فروخت کررہے تھے۔ اس کے علاوہ ایسی کٹس (Kits) بھی دستیاب ہیں جنہیں خریدنے والا بینکوں کی جعلی سائٹس بنا سکتا ہے۔ تاکہ صارفین کو پھنسایا جاسکے۔ انٹرنیٹ جرائم کی روک تھام کے لیے اب تمام ممالک نے کوششیں تیز کردی ہیں۔ دُنیا کے بیشتر ممالک نے بھی اس سلسلے میں کچھ قابلِ اعتماد قدم اٹھائے ہیں۔ جن میں باقاعدہ سائبر کرائم سے متعلق قانون سازی بھی شامل ہے۔ انٹرنیٹ جرائم کا نشانہ بننے سے پہلے احتیاطی تدابیر اختیار کریں۔ یہ جرائم چھوٹی موٹی شرارتوں سے شروع ہوکر بڑے جرائم کی راہ پر ڈال سکتے ہیں۔ ایف آئی اے حکام کے مطابق کئی ممالک میں سائبر چوری کے واقعات سامنے آئے ہیں اور انٹرنیٹ فراڈ میں اضافہ ہورہا ہے۔ جہاں صارف نے پٹرول ڈلوانے کے لیے پٹرول پمپ کے عملے کو اپنا کریڈٹ کارڈ دیا تو اسکِمر مشین کے ذریعے کارڈ کا کوڈ (ٹریک ون، ٹو) چوری کرلیا گیا اور بعد میں عملے نے رقم کے عوض یہ کوڈ ہیکرز کے حوالے کردیا۔ گذشتہ برسوں میں سائبر جرائم میں مسلسل تیزی سے اضافہ ہورہا ہے اور اکثر و بیشتر بینک اکاؤنٹ کے تعلق سے اس طرح کے واقعات روزانہ سننے اور اخبارات میں پڑھنے کو ملتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس فراڈ سے بچا کس

یہ طریقہ بتایا گیا ہے کہ جب آپ دوکان یا پٹرول پمپ پر کارڈ دیتے ہیں تو اسے اپنی آنکھوں سے اوجھل مت ہونے دیں۔ سیلز مین پر نظر رکھیں یعنی اس کارڈ کے ذریعے رقم کی ادائیگی اپنے سامنے کروائیں۔ جعلی کریڈٹ کارڈ فراڈ قریباً پوری دنیا میں ہورہا ہے۔ گزشتہ دنوں بڑے کریڈٹ اور ڈیبٹ کارڈ فراڈ کے معاملے میں ۱۱/افراد پر الزامات عائد کیے ہیں۔ ان افراد پر ۴۰/ملین کریڈٹ اور ڈیبٹ کارڈ کے نمبر چرا کر انہیں دوسرے لوگوں کو فروخت کرنے کا الزام ہے۔

امریکہ، برطانیہ، اسپین، روس، ملیشیا اور دیگر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں بھی اس طرح کے معاملات سامنے آتے رہتے ہیں لیکن ان ممالک کے پاس جدید سہولتیں موجود ہونے کی بنا پر وہاں جرائم کی شرح کم ہے۔ ای میل اور سوشل نیٹ ورکنگ نا صرف یہ کہ ہمارے معاشرتی رویوں میں بڑی تبدیلی لارہے ہیں بلکہ یہ ان طور طریقوں میں تبدیلی لارہے ہیں جو صدیوں سے جرائم پیشہ لوگ امن پسند لوگوں کو ہراساں کرنے کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں۔ سوشل نیٹ ورک یا ایسی تمام ویب سائٹس جہاں آپ کی ذاتی معلومات بطور پروفائل عام لوگوں کے لیے دستیاب ہوتی ہے وہاں مکمل معلومات دینے سے گریز کریں۔ کبھی بھی اپنی مکمل تاریخ پیدائش، اپنی والدہ کا نام یا ایسی کوئی بھی معلومات جس کا کسی دوسرے شخص کا جاننا آپ کی شناخت چوری کا سبب بن سکتا ہے انٹرنیٹ پر نا استعمال کریں۔ غیر ضروری ای میل سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کریں۔ لیکن یہ بھی ممکن نہیں کہ اس سے پوری طرح بچا جاسکے۔ اس لیے آپ پر لازم ہے کہ غیر ضروری ای میل کو فوراً ختم کردیں۔ اگر آپ ویب ای میل کے بجائے ڈیسک ٹاپ ای میل کلائنٹ کو فوقیت دیتے ہیں تو ای میل وائرس اور سیکورٹی کے حوالے سے آپ کے خطرات میں کچھ حد تک اضافہ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ مشترکہ کمپیوٹر پر اپنا یوزر اکاؤنٹ علیحدہ رکھیں۔ عام طور پر سافٹ ویئر کے غیر قانونی استعمال کے لیے ڈاؤن لوڈ کیے جانے والے ویب صفحات یا وہ پروگرام جو سافٹ ویئر کی (Key) کو توڑتے ہیں یا سیریل نمبر کے لیے موجود ویب سائٹیں وائرس کا سب سے بڑا ماخذ ہوتی ہیں۔ جب آپ کسی سافٹ ویئر کا کوڈ بریک کرتے ہیں تو دراصل آپ ایک انجان اپلی کیشن کو اپنے کمپیوٹر پر مکمل اختیارات کا مالک بنادیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے کمپیوٹر وائرسوں کا زیادہ شکار ہوتے ہیں اور مناسب سافٹ ویئر کے جدید تر نہ ہونے کے سبب مسائل کا شکار بھی بنتے ہیں۔ اپنا کمپیوٹر سسٹم ہر صورت میں اپ ڈیٹ رکھیں۔

میڈیکل کالجوں کی من مانی فیس

ہندوستان کی سیاست آپ کو صرف سبز باغ دکھا رہی ہے، ملک کا نوجوان روز ایک لڑائی ہار رہا ہے، اس تک صرف نعرے پہونچائے جارہے ہیں، مگر اس کی آواز کسی تک نہیں پہونچ رہی ہے۔ اندور میں ایک میڈیکل کالج ہے: انڈکس میڈیکل کالج، اس کی ایک طالبہ سمرتی لہرپورے نے یکم جون ۲۰۱۸ء کو خودکشی کرلی، ۸/اگست کو اسی میڈیکل کالج کی ایک اور طالبہ شیوانی نے خودکشی کی، دونوں کی وجہ ایک ہی ہے یعنی کالج کے ذریعہ من مانی فیس وصولنا۔ شیوانی ایک اچھی ڈاکٹر بن سکتی تھی، مگر فیس کی مار نے اسے ماردیا۔ اس نے اپنی سوسائڈ نوٹ میں لکھا ہے کہ ”سبھی کو ٹھیک کرنا چاہتی ہوں، مگر کیا کروں مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آتا، سوچ رہی ہوں کہ شاید یہ کروں گی تو ایک خرچ کم ہوجائے گا، مجھے نہیں لگتا کہ کچھ غلط کررہی ہوں، مجھے بہت شرمندگی ہوتی ہے آپ سے پیسے مانگنے میں، بالکل اچھا نہیں لگتا ہے۔“

پرائیوٹ میڈیکل کالجوں کا کچھ پتہ نہیں ہوتا ایڈمیشن کے وقت فیس کچھ اور ہوتی ہے اور اس کے بعد اچانک کئی لاکھ بڑھادی جاتی ہے، یہ طلبہ نیٹ (NEET) کے امتحان کے ذریعہ یہاں پہونچتے ہیں، ان پر پیسے کا بے پناہ دباو ہوتا ہے، قرض لے کر فیس بھرنے کی بھی ایک حد ہوتی ہے، سیٹ اتنی مشکل سے ملتی ہے کہ اس کو چھوڑنے کا فیصلہ بھی کم خطرناک نہیں ہے، ۱۰/جون کو خودکشی کرنے والی سمرتی لہرپورے ایم بی بی ایس کرنے کے بعد ایم ڈی کرنے اس کالج میں آئی تھی، اس کے سوسائڈ نوٹ کا ایک حصہ سنارہا ہوں، جس سے اندازہ ہوجائے گا کہ ان کالجوں میں فیس کے لیے طلبہ وطالبات کی گردن کس طرح دبائی جارہی ہے۔

”۲۰۱۷ء میں کاؤنسلنگ کے وقت مجھے فیس بتائی گئی تھی اس کے مطابق ٹیوشن فیس آٹھ لاکھ پچپن ہزار روپئے اور ہاسٹل فیس دو لاکھ روپئے تھی، اس کے بعد جب میں کالج جوائن کرنے آئی تو انڈیکس کالج انتظامیہ نے مجھ سے کاؤشن منی اور اکسٹرا کیوریکلر ایکٹی وٹی کے نام پر دو لاکھ مزید مانگے، چونکہ میں مڈل کلاس فیملی سے ہوں اس لیے اضافی فیس ادا نہیں کرسکتی تھی، لیکن نیٹ کے امتحان کے بعد مشکل سے ملا پی جی کا موقع کہیں ہاتھ سے نہ نکل جائے اس لیے میں نے دو لاکھ کا پھر لون لیا، اس کے بعد میں جیسے ہی جوائن کرنے پہونچی کالج انتظامیہ نے پھر دو لاکھ مانگے اس کے بعد سیٹ کھونے کے ڈر سے میں نے رات بھر میں کسی طرح پیسوں کا انتظام کیا، لیکن اس کے بعد پھر کالج نے ٹیوشن فیس آٹھ لاکھ پچپن ہزار کے بجائے نو لاکھ نوے ہزار روپئے کردیا اور سبھی طلبہ کو یہ فیس ادا کرنے کو کہا، ظاہر ہے ایک لاکھ پینتیس ہزار کا اچانک اضافہ ہر ایک کے لیے برداشت کرنا آسان نہ تھا، اس لیے ہم سب لوگ اس کے خلاف جبل پور ہائی کورٹ چلے گئے، اس کے بعد کالج انتظامیہ نے ذاتی طور پر مجھے ہراساں کرنا شروع کردیا، مجھے فون پر دھمکی دی جانے لگی، کورٹ نے انڈیکس کالج کو پہلے سے طے شدہ فیس لینے کے لیے کہا، اس کے بعد اگلے سال پھر نو لاکھ نوے ہزار مانگنے لگے، میں نے کورٹ کے حکم کے مطابق آٹھ لاکھ پچپن ہزار ہی جمع کیے۔“

شیوانی اور سمرتی دونوں بیتول ضلع کی ہیں، دونوں نے اپنی سوسائڈ نوٹ میں فیس کے ستم کا ذکر کیا ہے، دونوں معاملوں میں پولیس جانچ کرے گی، سمرتی لہرپورے کے سوسائڈ نوٹ میں کالج کے ڈائرکٹر سریش بھدوریا اور کے خان پر مجبور کرنے کا الزام ہے، مگر دونوں اس وقت ضمانت پر ہیں، شیوانی کے والد انسپکٹر ہیں، اس کی بہن بھی ایم بی بی ایس کی پڑھائی کررہی ہے۔ پرائیوٹ کالجوں کی من مانی سے یوں ہی بچے مرتے رہیں گے، لیکن کوئی نیتا نہیں بولے گا کہ

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

یمن میں فضائی حملے میں بس میں سوار متعدد لوگوں کی موت

یمن کے سادہ صوبے میں، جمعرات کو سعودی اتحادی افواج کے فضائی حملے میں بس میں سوار چالیس سے زائد افراد ہلاک اور ۶۳/ دیگر زخمی ہوگئے ہیں۔ یمن کے محکمہ صحت اور بین الاقوامی ریڈ کراس سوسائٹی نے یہ اطلاع دی۔ ایران کے حامی حوثی باغیوں کے خلاف لڑنے والے مغرب حامی اتحادی کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ ان فضائی حملوں میں ان میزائل لانچروں کو نشانہ بنایا گیا تھا، جہاں ان کے خلاف حملوں کو انجام دیا جاتا تھا۔ حوثی کے ترجمان محمد عبدالسلام نے کہا کہ اتحادی افواج نے ایک بھیڑ بھاڑ والے علاقے میں حملہ کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ انہیں انسانی زندگی کی پرواہ نہیں ہے۔ انٹرنیشنل ریڈ کراس سوسائٹی نے بتایا کہ ۲۹/ بچوں کی لاشوں کو ان کے ہسپتال میں لایا گیا ہے، جن کی عمر ۱۵/ سال سے کم ہے۔ دریں اثنا محکمہ صحت کے اہلکار نے بتایا کہ جس بس کو نشانہ بنایا گیا تھا اس میں زیادہ تر اسکول کے بچے سوار تھے اور اسکولی بچوں سمیت ۴۳/ افراد جاں بحق اور ۶۳/ دیگر زخمی ہوئے ہیں۔ (یو این آئی)

روس اور چین نے اقوام متحدہ میں امریکی قرارداد پر اعتراض کیا

روس اور چین نے جمعرات کو ایک روسی بینک، ماسکو میں واقع شمالی کوریا کے بینکر اور دو دیگر اداروں کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی بلیک لسٹ ڈالنے کی تجویز پر اعتراض کیا ہے۔ سفارت کاروں نے اس بارے میں اطلاع دی ہے۔ سفارت کاروں نے بتایا کہ روس نے تجویز، میں مکمل معلومات کے ساتھ پختہ ثبوت نہ ہونے کی بات کہ کر اس تجویز پر اعتراض کیا ہے جبکہ چین نے اس کی کوئی وجہ نہیں بتائی۔ (یو این آئی)

عراق میں پارلیمانی انتخابات کے نتائج کی تفصیلات جاری

عراق میں الیکشن کمیشن نے جمعہ کو علی الصبح گزشتہ مئی میں ہوئے پارلیمانی انتخابات کے نتائج کا مینوئل تفصیلات جاری کر دیا جس میں شیعہ کمیونٹی کے عوامی و مذہبی رہنما مقتدی الصدر نے برتری برقرار رکھی ہے۔ انتخابی عمل میں وسیع دھاندلی کے الزام لگنے کے بعد جون میں پارلیمنٹ نے الیکشن کمیشن کو نتائج کی تفصیلات کو جاری کرنے کا حکم دیا تھا جس کی وجہ سے الیکشن کمیشن نے ان تفصیلات کو اپنی ویب سائٹ پر ڈال دیا ہے۔
کمیشن نے کہا ہے کہ عراق کے ۱۸/ صوبوں میں سے ۱۳/ صوبوں کے نتائج میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔
الیکشن کمیشن کی طرف سے جاری کی گئی تفصیلات کے مطابق شیعہ کمیونٹی کے مذہبی رہنما مقتدا الصدر کی پارٹی پہلے نمبر پر اور ایران کی تائید یافتہ شیعہ ملیشیا رہنماؤں کی پارٹی دوسرے نمبر پر برقرار ہے، جبکہ موجودہ وزیر اعظم حیدر العبادی کی پارٹی تیسرے نمبر ہے۔ قابل ذکر ہے کہ عراق میں پارلیمانی انتخابات کے تین ماہ بعد بھی حکومت بنانے کے سلسلے میں سیاسی جماعتوں کے درمیان اتفاق رائے نہیں ہو پایا ہے اور فی الحال اس کے کوئی آثار نہیں دکھائی دے رہے ہیں۔ (یو این آئی)

انڈونیشیا میں زلزلہ، ۳۴۷/ افراد جاں بحق

انڈونیشیا کے لومبوک جزیرے میں اتوار کو آنے والے شدید زلزلے کے بعد جمعرات کو بھی 6.2 شدت کے جھٹکے محسوس کیے گئے، جس سے لوگوں میں پھر دہشت پھیل گئی۔ اتوار کے لزلے کی وجہ سے کمزور ہو چکی عمارتوں کی دیواریں جمعرات کو آنے والے زلزلے کی وجہ سے گر گئیں اور پہاڑوں سے پتھر گرنے کے باوجود لوگ گھروں سے باہر نکل کر سڑکوں پر بھاگنے لگے۔ اب تک ان زلزلوں میں ۳۴۷/ افراد جاں بحق ہو چکے ہیں۔ بہت سے لوگ اب تک ملبے میں دبے ہیں، اس لیے ہلاکتوں میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ (یو این آئی)

سعودی عرب کا تنازعات کے باوجود کینیڈا کو تیل کی سپلائی جاری رکھنے کا اعلان

سعودی عرب نے کینیڈا سے تجارتی تعلقات ختم کرنے اور اپنا سفیر واپس بلانے کے باوجود تیل کی سپلائی جاری رکھنے کا عندیہ دیا ہے۔ عرب میڈیا کے مطابق کینیڈا کو تیل کی سپلائی جاری رکھنے کے حوالے سے سعودی عرب کے وزیر توانائی خالد الفالح کی جانب سے تازہ بیان جاری ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سعوی عرب اور کینیڈا کے درمیان سفارتی و تجارتی تنازعے اور سیاسی کشیدگی تیل کی سپلائی پر اثر انداز نہیں ہوگی۔ سعودی عرب نے چند دنوں قبل کینیڈا پر داخلی معاملات کا الزام عائد کرتے ہوئے تجارتی تعلقات ختم کرنے کا اعلان کیا تھا جب کہ سعودی عرب میں تعینات کینیڈا کے سفیر کو ملک بدر کرتے ہوئے اوٹاوا سے اپنے سفیر کو واپس وطن بلا لیا تھا اسی طرح کینیڈا سے درآمد کیے جانے والی اجناس پر بھی پابندی عائد کر دی تھی۔ واضح رہے کہ کینیڈا سعودی عرب سے تیل کا بڑا خریدار ہے جب کہ سعودی عرب بھی کینیڈا سے اجناس کی بڑی مقدار درآمد کرتا ہے یوں دونوں ممالک کے درمیان دو طرفہ تجارت کا سالانہ حجم چار ارب ڈالر کے مساوی بنتا ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

امریکی پابندی کے باوجود ایران سے گیس خریدنا جاری رکھے گا ترکی

ترکی نے امریکی دھمکیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ایران سے قدرتی گیس کی خریداری جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ ترکی کے وزیر توانائی فاتح دون میز کا کہنا ہے کہ ترکی رسد کے طویل المدت معاہدے کے تحت ایران سے قدرتی گیس کی خریداری جاری رکھے گا۔ اس کے علاوہ ایران کے ساتھ مذکورہ معاہدہ ۲۰۲۶ء تک جاری رہے گا اور اس کے تحت مجموعی طور پر 9.5 ارب کیوسک میٹر گیس درآمد کی جائے گی۔ دوسری جانب ایران کے وزیر خارجہ جواد ظریف کا کہنا ہے کہ واشنگٹن تہران کو تیل کی برآمد سے نہیں روک سکتا۔ دنیا اب امریکا سے تنگ آ چکی ہے۔ ٹرمپ انتظامیہ کا مقصد ہے کہ ایران کی تیل کی برآمدات صفر کر دی جائیں جو کہ بالکل بے معنی اور ناممکن ہے۔ ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای نے امریکا کی جانب سے ایران پر پابندیاں لگانے

پیش نہیں ہو سکا طلاق ثلاثہ بل، نظریں اگلے اجلاس پر

حزب اختلاف کے اتحاد کے سامنے حکومت نے گھٹنے ٹیکے

پارلیمنٹ کے مانسوس اجلاس کے آخری دن کانگریس اور بی جے پی میں آر پار کی جنگ دیکھنے کو ملی۔ حکومت کی طرف سے ترمیم شدہ طلاق ثلاثہ بل پیش کرنے کی کوشش کی گئی لیکن حزب احتلاف کے اتحاد نے حکومت کو ایسا کرنے سے ناکام کر دیا۔ آخر کار حزب اقتدار کو ہار ماننی پڑی اور طلاق ثلاثہ پر مبنی بل پیش نہیں کیا جا سکا۔ اس بل کو منظور کرانے کے لئے اب حکوت کو اگلے اجلاس کا انتظار کرنا ہوا۔ جمعہ کو پارلیمنٹ کی کارروائی کا آغاز ہونے پر کانگریس نے رافیل سودے کا معاملہ اٹھایا اور زبردست ہنگامہ کیا۔ اس کے بعد اپوزیشن جماعتوں نے طلاق ثلاثہ پر مبنی بل کو پیش کئے جانے کی مخالفت کی۔ ہنگامہ کے چلتے راجیہ سبھا کی کارروائی کو دو پہر ڈھائی بجے تک ملتوی کر دینی پڑی۔ بعد میں کارروائی کا از سر نو آغاز ہوا۔ جمعرات کو ہی مودی کابینہ نے اس بل میں ترامیم کی تھیں، جس کے بعد حکومت کو امید تھی اب بل منظور ہو جائے گا۔ واضح رہے کہ اس بل میں تمام طرح کی خامیاں تھیں جس کی وجہ سے کانگریس سمیت اپوزیشن کا اس پر سخت اعتراض تھا۔ جمعہ کے روز یو پی اے کی چیئر پرسن سونیا گاندھی نے میڈیا سے یہ کہا تھا کہ ان کا موقف وہی ہے جو پہلے تھا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ جمعہ کے روز حکومت کی جانب سے راجیہ سبھا میں ترمیم شدہ بل کی کاپیاں بھی بانٹی گئی۔ لیکن حکومت کی ایک نہ چلی، بل پیش نہیں ہو سکا اور حکومت کو اسے منظور کرانے کے لئے اب گلے اجلاس کا انتظار کرنا ہوگا۔ (قومی آواز)

ہندو شدت پسند تنظیم کا رکن بڑی مقدار میں دھماکہ خیز اشیا کے ساتھ گرفتار

مہاراشٹر میں انسداد دہشت گردی اسکواڈ (اے ٹی ایس) نے دائیں بازو کی ہندو شدت پسند تنظیم کے ایک مشکوک رکن کو گرفتار کیا ہے۔ پولیس نے کہا ہے کہ پال گھر ضلع میں نالا سپارا علاقے میں اس کے گھر سے بڑی مقدار میں دھماکہ خیز اشیا ملے ہیں۔ ''ہندو گئو ونش رکشا سمیتی'' کے رکن ویبھو راوت کو جمعرات کو نالا سپارا کے قریب اس کی رہائش گاہ سے گرفتار کیا گیا۔ اے ٹی ایس کے افسران نے اس کے گھر پر چھاپہ مارا، جہاں انہیں بم سمیت بڑی مقدار میں دھماکہ خیز مواد ملے ہیں۔ ملزم کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اس بات کی تفتیش کی جا رہی ہے، کہ کیا دھماکہ خیز مواد میں آر ڈی ایکس بھی ہے۔ ہندو جن جاگرتی سمیتی کے ریاستی کنوینر سنیل گھنوت نے کہا کہ ''ویبھو راوت ایک گئو رکشک ہے، وہ ہندو گئو ونش سمیتی کے لئے کام کرتا ہے، وہ ہندو جن جاگرتی سمیتی کے پروگراموں اور تحریکوں میں حصہ لیتا تھا۔ حالانکہ انہوں نے دعوی کیا کہ گزشتہ کچھ ماہ سے راوت نے کسی بھی پروگرام میں حصہ نہیں لیا تھا۔ (نیوز ۱۸)

وزیر اعظم کا تبصرہ پارلیمنٹ کی کارروائی سے ہٹایا گیا

لگاتار بولنے کے لئے مشہور وزیر اعظم مودی کا ایک تبصرہ پارلیمانی کارروائی سے ہٹا دیا گیا ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہے جب کسی وزیر اعظم کے بیان کے حصہ کو کارروائی سے ہٹایا گیا ہو۔ جمعرات کے روز این ڈی اے امیدوار ہریونش سنگھ کی جیت کے بعد وزیر اعظم مودی نے کہا تھا دونوں فریقوں کے امیدواروں کے نام کے ساتھ ہری جڑا ہے۔ ایک طرف ہری تھے لیکن ایک طرف 'بی کے' اور ان کے لئے کوئی بکا (فروخت) نہیں۔'' واضح رہے کہ اپوزیشن امیدوار کا نام بی کے ہری پرساد ہے، وزیر اعظم نے بی کے کو بدل کر بکے کر دیا۔ آر جے ڈی کے رکن پارلیمنٹ منوج جھا نے وزیر اعظم کے تبصرہ پر اعتراض ظاہر کیا تھا اور چیئر مین سے اسے کارروائی سے ہٹانے کا مطالبہ کیا تھا۔ ان کے مطالبہ پر راجیہ سبھا کی کارروائی سے یہ تبصرہ ہٹا دیا گیا ہے۔ واضح ہو کہ راجیہ سبھا کے ڈپٹی اسپیکر کے لیے ہوئے انتخاب میں این ڈی کے امیدوار اور سابق صحافی ہری ونش سنگھ ۱۰۵ کے مقابلہ ۱۲۵/ ووٹوں سے کامیاب ہوئے۔ (قومی آواز)

گرمی کی شدت میں اضافہ آپ کو کتنے کا پڑے گا؟

ماہرین کا کہنا ہے کہ زمینی حدت میں تیزی سے اضافہ غریب ممالک کے لیے اربوں ڈالر سالانہ کے اضافی اخراجات کا باعث بنے گا، جہاں مزدوروں کو کام کا ٹھنڈا ماحول فراہم کرنے میں پہلے ہی سے شدید مشکلات ہیں۔ ماہرین کی جانب سے جاری کردہ ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اگلے تیس برسوں میں زراعت، کان کنی، تیل اور گیس کی پیداوار اور مینوفیکچرنگ کے شعبوں کو، جو ترقی پذیر ممالک کی اقتصادیات میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں، زمینی حدت میں اضافے کی وجہ سے سب سے زیادہ نقصانات کا سامنا کرنا ہوگا۔ معاشی خطرات سے متعلق لندن اسکول آف اکنامکس کے تحقیقی ادارے کی وِیرِسک میپل کروفٹ سٹڈی کے مطابق ان ممالک میں توانائی کی پیداوار کے شعبے، درجہ حرارت میں اضافے کے اعداد و شمار اور شہری علاقوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو سامنے رکھا جائے، تو واضح ہے کہ زمینی حدت میں اضافے کا سب سے زیادہ اثر افریقہ اور ایشیا کو ہی برداشت کرنا ہوگا۔ اس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ماحولیات اور ماحولیاتی تبدیلی کے پروگرام کے شعبے کے سربراہ رچرڈ ہیوسٹن کے مطابق ''اس کا مطلب یہ ہے کہ گرمی کی وجہ سے دباؤ کی بنا پر مزدروں کے کام کے دنوں میں کمی ہوگی اور ان کی جسمانی صلاحیتوں کو بھی گرمی میں کام کی سرگرمیوں کی وجہ سے نقصان پہنچے گا۔ کم مزدوروں کی وجہ سے، ان ممالک میں پیداوار میں نمایاں کمی آئے گی اور اس کی وجہ سے دیگر شعبے خود بہ خود متاثر ہوں گے۔'' اس مطالعاتی رپورٹ میں شامل اندازوں کے مطابق مزدوروں کے استطاعت میں کمی کی وجہ سے جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کو سالانہ بنیادوں پر قریب ۸۷/ ارب ڈالر کا نقصان ہوگا، جب کہ مغربی

طب و سائنس

کھائیں، کیا اور کیوں؟

ہمارے جسمانی نظام کو بہت سے ایسے اجزاء درکار ہوتے ہیں جن کی بدولت جسم کے تمام اعضاء اور اندورنی نظام موثر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں، لیکن کھانے پینے میں ہونے والی بے احتیاطی بہت سے مسائل پیدا کردیتی اور بہت سی مختلف بیماریوں کے حملے اس نظام کو کمزور بنا دیتے ہیں۔ صحت کے حوالے سے عوام میں شعور نہ ہونے کی وجہ سے عوام بغیر سوچے سمجھے اور مشورہ کے غذائی اشیاء استعمال کرتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس وقت کھانے کے لئے کون سی چیز مفید ثابت ہوگی، یا کس چیز سے جسم کو توانائی اور قوت حاصل ہوسکے گی۔ نتیجہ یہ کہ موٹاپا اور دیگر امراض کا شکار ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ماہرین اور ڈاکٹر حضرات عمر کے اعتبار سے غذائی چارٹ فراہم کرتے ہیں تاکہ ہمارا جسم مکمل طور پر فٹ ہوسکے۔

درج ذیل مضمون میں ہم مؤثر اور مفید غذائی غذائی اشیاء کا چارٹ بیان کررہے ہیں جس کو اپنا کر آپ اپنا وزن بھی نارمل کر سکیں گے اور جسمانی طور پر بھی مضبوط اور توانا رہیں گے۔

دودھ کا استعمال کریں

دودھ ایک ایسا قدرتی ذریعہ ہے جس سے بآسانی کیلشیم حاصل ہوتی ہے لہذا آپ دودھ کا استعمال نہیں کرتے تو اب روٹین بنالیں۔

وٹامن سپلیمنٹ

ماہرین کے مطابق دن کا آغاز ہوتے وٹامنز پر مشتمل ادویات یا فوڈ سپلیمنٹ لے لینی چاہئیں۔ گذشتہ اور حالیہ تحقیق سے واضح ہوگیا ہے کہ وٹامنز کا باقاعدہ استعمال صحت کے لئے مفید اور مؤثر ہوتا ہے، فریڈ ہوچنسن کینسر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ہونے والی تحقیق کے مطابق جو افراد تقریبا ۱۰/سال سے ملٹی وٹامن استعمال کررہے تھے ان میں COLON سرطان (CENCER) کے خطرا ب ان لوگوں کی نسبت پچاس فیصد کم تھے جو ملٹی وٹامنزل استعمال نہیں کرتے تھے۔ لہذا ملٹی وٹامنز کا استعمال ضروری ہے۔

کھانے سے پہلے پانی

بہت سے اقرارد موٹاپے کا شکار ہوتے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر آپ کھانا کھانے سے پہلے دو گلاس پانی پی لیں تو موٹاپے سے بچے رہیں گے۔ ہالینڈ میں ہونے والی تحقیق سے واضح ہوگیا ہے کہ پانی پینے کی وجہ سے بھوک کم لگتی ہے، جس کی وجہ سے وزن میں فالتو اضافہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ پانی فالتو چربی پگھلانے کا موجب بنتا ہے۔

پیاز اور ٹماٹر ONION&TOMATO

صحت مند رہنے کے لیے پیاز کا استعمال مفید ثابت ہوتا ہے، کیوں کہ یہ دل کی بیماریوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ سلاد کی صورت میں بھی پیاز استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ سرخ سبزیوں اور پھلوں کا استعمال زیادہ کرنا چاہئے۔ خصوصا مردوں کے لئے ٹماٹر زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا مفید ہوتا ہے۔ اسی طرح تربوز، امرود، چکوترہ وغیرہ بھی خوراک کا حصہ بنانے چاہئیں۔

بلیک ٹی BLACK TEA

امریکہ کے زراعت کے شعبہ میں ہونے والی تحقیق نے واضح کردیا ہے کہ عام چائے کی نسبت بلیک ٹی زیادہ مفید ہے، کیونکہ یہ سرطان (CENCER)، دل کی بیماریوں خلاف مزاحمت کرنے والی بہترین اینٹی آکسیڈنٹ ہے۔

سہ پہر کا کھانا

ہم میں سے اکثر افراد کھانے کے شوقین ہوتے ہیں اور عجلت میں کچھ نہ کچھ کھاتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے موٹاپا غالب ہوجاتا ہے، کیتھ یوب نامی ماہر ٹیوٹریشن نے ایسے افراد کے لئے سیب، ابلا ہوا انڈا اور پانی زیادہ تر استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے یا پھر ایسے لوگوں کو دہی بسکٹ اور مناسب مقدار میں پنیر کا استعمال کرنا چاہیے۔

مچھلی ضرور کھائیں FISH

غذائی ماہرین کا کہنا ہے کہ ہفتے میں کم از کم ایک مرتبہ مچھلی ضرور کھانی چاہیے، کیونکہ مچھلی ہارٹ FALLURE سے بھی محفوظ رکھتی ہے اور جسم کو درکار راومیگا تھری FATS بھی حاصل ہوجاتے ہیں۔

گوشت کی صفائی MEAT

گوشت کا استعمال کرنے سے پہلے اسے اچھی طرح صاف کرلینا چاہیے تاکہ فالتو چربی نقصان نہ پہنچاسکے۔ بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایک چھلنی میں گوشت رکھیں اور گرم پانی سے دھوئیں ایسا کرنے سے فالتو چربی اور کولیسٹرول کم ہوجاتا ہے۔

میٹھا کم کھائیں

ہم میں سے بیشتر افراد کھانے کے بعد میٹھا ضرور استعمال کرتے ہیں اور اگر انہیں کوئی میٹھی چیز نہ ملے تو وہ رات بھر بے چین رہتے ہیں۔ لیکن ماہرین کا کہنا ہے کہ میٹھا کم کھانا چاہیے خواہ وہ مٹھائی کی صورت میں ہو یا کیک وغیرہ۔

اناج GRAIN/CEREALS

سونیس ے پہلے کم کیلوریز، چربی اور کاربوہائیڈریٹس والے اناج جیسے دلیہ وغیرہ کا استعمال موٹاپا کم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں، یعنی اگر کھانے کی بجائے CEREAL کو ترجیح دی جائے تو اچھا ہے۔

وزن کریں WEIGHT

ماہرین کی رائے کے مطابق دو کھانوں کے درمیانی وقفے میں وزن کرنے کی عادت بنائیں تاکہ واضح ہوجائے کہ کونسی چیز وزن بڑھانے کا سبب بنتی ہے، فرمینگھم کارڈیوویسکولر انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر ولیم کاسیٹلی کے مطابق لوگوں میں اچانک ہارٹ اٹیک کی سب سے بڑی وجہ آخری مرتبہ کھایا جانے والا روغنیات اور فربہی سے بھرپور کھانا ہوتا ہے۔

سبزیاں VEGETABLES

ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر ہمیں دیرپا صحت کے لئے مناسب خوراک کے انتخاب کو کہا جائے تو ہمارا انتخاب سبزیاں ہوں گی کیوں کہ سبزیوں کے ذریعہ ہمیں توانائی حیاتین کیلشیم، کاربوہائیڈریٹس اور دوسرے بہت سے غذائی اجزاء حاصل ہوتے ہیں جو ہماری صحت کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ اسی لئے ماہرین اور ڈاکٹر حضرات زیادہ سبزیاں کھانے پر زور دیتے ہیں۔

چھلکوں HUSK کا استعمال

بعض پھلوں اور سبزیوں کے چھلکے ہمارے لئے مفید ہوتے ہیں، لیکن ہم انہیں چھیل کر استعمال کرتے ہیں اور چھلکا ضائع کر دیتے ہیں، جو کہ غلط طریقہ ہے، جیسے مالٹے یا کینو کے چھلکے وٹامن سی سے لبریز ہوتے ہیں اور ہماری جلد (SKIN) کے لئے مفید ہیں، اسی طرح سیب، کھیرا، آلو، ناشپاتی، کریلا وغیرہ چھیلے بغیر استعمال کرنے چاہئیں تاکہ ان کے اہم غذائی اجزاء ضائع نہ ہوں۔ اوپر بیان کی گئی تدابیر پر عمل کریں چند ہی دنوں میں آپ مثبت نتائج دیکھیں گے اور آپ جسمانی طور پر فٹ ہونے کے ساتھ خوب صورت جلد کے مالک بھی بن جائیں گے۔

ہفتہ رفتہ — راشد العزیزی ندوی

چار سپاہی قانون کی حفاظت کرنے کی بجائے لٹیرے بن گئے

پٹنہ پولیس لائن میں تعینات ۴/سپاہی قانون کے محافظ بننے کی بجائے اس کو توڑنے والے بن گئے۔ سرکاری اسلحہ اور گاڑی کا استعمال جرائم پیشوں پر نکیل کسنے کے لئے نہیں بلکہ خود جرائم کرنے کے لئے کرتے تھے، وردی کی آڑ میں تین چار پولیس اہلکاروں نے راجدھانی میں لوٹ کھسوٹ کا گروہ چلا رکھا تھا۔ اپنی پہچان سامنے آنے کے بعد چاروں سپاہی پولیس لائن سے فرار ہوگئے یں۔ اس بات کا انکشاف پٹنہ کے ایس ایس پی منومہاراج کی پولیس ٹیم نے منوج کمار نامی ایک سونا اسمگلر کی گرفتاری کے بعد کیا ہے۔ معلوم ہو کہ پٹنہ پولیس کے ان چاروں سپاہیوں نے ۱۳/جولائی کو گجرات کے ایک تاجر سے گاندھی میدان کے باقرگنج موڑ پر ایک کیلو سونا لوٹ لیا تھا۔ باقرگنج میں منوج کی شوبھم جوئیلرس نامی زیورات کی دکان بھی ہے۔ ان سپاہیوں کا سرغنہ سپاہی ویدندھی عرف لالی ہے یہ ماسٹر مائنڈ ہے۔ اس معاملے کی جانچ میں اس بات کا انکشاف ہوا کہ پرسا کا رہنے والا چندن سنگھ ان دنوں مین راجدھانی میں سرگرام ہے۔ چندن لوٹ اور اغوا کی واردات میں جیل بھی جاچکا ہے۔ پولیس نے جب چندن کو پکڑا تو اس نے لوٹ معاملے کا پرت در پرت انکشاف کردیا۔ چندن کے بیان پر پولیس دھوارا کے شیام بابو، پٹنہ کے درزی ٹولہ کے شہزاد کو گرفتار کیا۔ ان لوگوں کے پاس سے ۴۰۰ گرام سونا اور ۲/لاکھ ۵۷ ہزار روپے برآمد ہوکئے گئے ہیں۔ جرائم کے لئے استعمال کی گئی بائک بھی ملی ہے۔ درزی ٹولہ کے رہنے والے شہزاد نے ہی چاروں سپاہیوں کو لائن اپ کیا تھا۔ ایس ایس پی منومہاراج نے بتایا کہ فرار سپاہیوں کو ہر حال میں گرفتار کرکے جیل بھیجا جائے گا۔ (ہمارا سماج ۵/اگست ۲۰۱۸ء)

ایمس پٹنہ میں ایمرجنسی خدمات کا آغاز

آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس (ایمس) پٹنہ میں ایمرجنسی خدمات، آٹھ ماڈیولر آپریشن تھیٹر اور آئی ڈی سی بلاک میں شامل ہوئے 250 نئے بیڈ کا اجرا کیا گیا، ان سہولتوں کے شروع ہونے سے مریضوں کو بڑی راحت ملے گی۔ ستمبر 2017 سے لے کر اب تک ادارہ کے ذریعہ سہولتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ ایمس پٹنہ میں جن 41 محکموں کو شروع ہونا ہے، ان میں سے 37 شعبے اب تک شروع ہوچکے ہیں، یہ ادارہ کے لئے دواں ہے، اس ادارہ میں ہر سال ایم بی بی ایس کے 100 اور بی ایس سی نرسنگ میں 60 داخلے ہورہے ہیں، اب تک ایمس میں 37 شعبے شروع ہوچکے ہیں۔

پہلی کلاس سے لے کر انڈر گریجویٹ تک کے طالب علموں کے لئے اسکالر

نئی دہلی: اقلیتوں کے لئے مرکزی حکومت نے پہلی کلاس سے لے کر انڈر گریجویٹ تک کے طالب علموں کے لئے اسکالرشپ دینے کا اعلان کیا ہے اور درخواستیں ۳۱/اکتوبر تک دی جاسکتی ہیں۔ جن طلبہ کو پہلے سے اسکالر شپ مل رہی ہے وہ بھی نئے سال میں تجدید کے لئے درخواست اسی وقت دیں۔ اسکالرشپ کے ہر مرحلے کے لئے الگ الگ رقومات متعین ہیں۔ درخواستوں کے لئے آدھار کارڈ، پاسپورٹ سائز فوٹو، پچھلے سال کی مارک شیٹ، رہائشی ثبوت، آمدنی کا ثبوت، مذہبی اقلیت ہونے کا ثبوت جو ایک فارم پر خود سے دستخط کرکے بھیجیں اور آئی ایف ایس سی نمبر کے ساتھ بینک پاس بک کا فوٹو۔ تمام درخواستیں: www.scholarships.gov.in پر آن لائن اپلوڈ کی جائیں گی۔ بعد میں درخواست کی کاپی نکال کر اسے اپنے اسکول یا کالج میں جمع کردیں۔ (ڈیلی ہنٹ ۶/اگست ۲۰۱۸)

"حرف حرف زندگی" کا رسم اجراء

شہر پٹنہ کے ائمہ مساجد کی ایک خصوصی نشست میں مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ کی تازہ تصنیف حرف حرف زندگی کا اجراء کرتے ہوئے ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے فرمایا کہ مفتی صاحب کا انداز تحریر عمدہ ودلکش ہے وہ خوب لکھتے ہیں، اور اچھا لکھتے ہیں، ماضی میں ان کی کئی کتابیں منظر عام پر آئیں، جن کی علمی حلقوں میں بڑی پذیرائی ہوئی۔ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی نے مفتی صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ انشاء اللہ آپ کی اس علمی کاوش سے قارئین کو بڑا فائدہ پہونچے گا۔ مولانا اکرام الحق صاحب امام جامع مسجد پٹنہ جنکشن نے اپنے تہنیتی کلمات میں مفتی صاحب کو اس تازہ تصنیف پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کیا۔ واضح ہو کہ اس کتاب میں نقیب کے لئے لکھے گئے اداریئے، بین السطور کو یکجا کرکے کتابی شکل وصورت دی گئی ہے تاکہ اس کی افادیت

بقیات

بقیہ ببیں تفاوت .... میں چاہتا ہوں تو اس طرح رزق دیتا ہوں، جو بندے کے وہم وگمان بھی نہیں آتا اور کبھی رزق میں تنگی کرتا ہوں تو وہ بھی انسانی عقل وشعور وادراک سے پرے ہوتا ہے۔

ہمارے لیے اس واقعہ میں عبرت کا سامان اس لیے بھی ہے کہ جب آج دو بھائیوں کے بیچ آنگن میں دیواریں اٹھ جاتی ہیں، بہوؤں کے درمیان تکرار اور جھگڑے روز کا معمول ہیں، اور بہو ہی کیا؟ ساس، نند، دیور، وغیرہ کوئی بھی دوسرے سے کم نہیں رہتا، باپ بیٹے کے جھگڑے بھی اب معمول کا حصہ بنتے جا رہے ہیں اور لطیفہ یہ کہ ایسا ان لوگوں کے درمیان ہو رہا ہے، جن کو اتحاد واتفاق سے زندگی گذارنے کا سبق دیا گیا تھا، جیونا چانا ایمان کی دولت سے مالا مال نہیں ہے، لیکن وہ سماجی طور پر اتحاد واتفاق اہمیت کو سمجھتا ہے، خاندان کی عورتیں ایک دوسرے کی رعایت کرتی ہیں، کام چور نہیں ہیں، اس لیے یہ خاندان دنیا کے بڑے خاندان ہونے کے باوجود خوش وخرم ہے اور تیزی سے ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔ ہم مسلمان ہیں ہماری بیویاں اور بچے مسلمان ہیں، لیکن خاندان انتشار اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، ہمیں جو لوگ ٹوٹ رہے ہیں، ان کے ساتھ جُڑنے کا حکم دیا گیا، جو ظلم وزیادتی کرتا ہے اس کو معاف کرنے کی تلقین کی گئی اور غصہ پی جانے والے کو طاقت ور کہا گیا اور پھر ساتھ میں یہ بشارت دی گئی کہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے اور اپنے سارے معاملات بشمول خانگی زندگی کو ان خطوط پر استوار کرنا چاہیے جو اللہ ورسول نے ہمیں بتایا ہے۔

بقیہ کتابوں کی دینا (دریچہ) .... اگر سیٹنگ پر توجہ دی جاتی تو کتاب کی خوبصورتی کچھ اور نکھر جاتی، پتہ نہیں ناشر ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی نے اس طرف کیوں توجہ نہیں دیا، اس طرح تو اس کی اپنی نیک نامی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ قیمت ادا کر کے مسجد گلی، شاہ میر تکیہ گیا سے کتاب حاصل کی جا سکتی ہے، نمونہ کلام کے طور پر صرف ایک شعر درج کرتا ہوں۔

اک کارواں چلے گا محبت کا ساتھ ساتھ　　امن وااماں کا ہاتھ میں پرچم اٹھا کے دیکھ

بقیہ جائے پناہ .... تعذیب سے گذارا جاتا تھا، اس معاملہ میں یوگی حکومت نے خبر ملتے ہی کاروائی شروع کر دی اور کئی افسر معطل کیے گئے، اس واقعہ میں یوپی کی یوگی حکومت نے بہار کی حکومت کی طرح تاخیر کو روا نہیں رکھا، جس سے یہ پیغام عام ہوا کہ حکومت کسی کے ساتھ بھی رعایت کا ارادہ نہیں رکھتی، اس شیلٹر ہوم سے ۲۴/ خواتین اور کچھ بچوں کو آزاد کرا لیا گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ گذشتہ پچیس برسوں میں خواتین ایذا رسانی میں چھ گنا اضافہ ہوا ہے اور اس اضافہ میں ان جی او، سرکاری افسران، پریس اور سیاست داں کا رول قابل تعریف نہیں رہا ہے، بہار میں خواتین سے متعلق جرائم کا فیصد ۲۰۰۱ء میں 6.1 تھا جو ۲۰۱۱ء میں بڑھ کر 7.5 ہو گیا، ملکی سطح پر بھی ۲۰۰۱ء میں 3.7 فیصد تھا اور ۲۰۱۱ء میں یہ 6.5 فیصد ہو گیا، گذشتہ پچیس سالوں کے اعداد وشمار دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس درمیان جنسی تشدد میں اٹھارہ فیصد اور گھریلو تشدد کے واقعات میں چھیاسٹھ فی صد کا اضافہ درج کیا گیا ہے۔ اس صورت حال کو بدلنے کے لیے ہر سطح پر بیداری لانے کی ضرورت ہے، اسلام میں عورتوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے جو احکامات دیے گیے ہیں، ان کو زندگی میں اپنا کر اس قسم کے گھنونے واقعات کو روکا جا سکتا ہے، اسلام نے پردہ کے ساتھ رہنے، بے محابا مرد وزن کے اختلاط سے پرہیز اور اپنی بیوی کے علاوہ تمام عورتوں کو ماں بہن بیٹی کی طرح سمجھنے پر زور دیا ہے، یعنی جس طرح ماں بہن بیٹی کے بارے میں نظریات وخیالات پاک وصاف ہوتے ہیں اور ان پر گندی نظریں کمینہ سے کمینہ آدمی بھی عموماً نہیں ڈالتا، اسی طرح کا رویہ دوسروں کی بہن، بیٹی، ماں اور بیوی کے ساتھ رکھنا چاہیے، اس قسم کے پاکیزہ نظریہ کا فروغ ہو اور عورتوں کی عصمت کی حفاظت کے لیے اسلام کے رہنما اصولوں پر کاربند ہو جائے تو سماجی بیداری بھی آئے گی اور اس قسم کے معاملات کا سد باب بھی ہو سکے گا۔

بقیہ صحافی سید علی مرحوم .... بقول شاعر: **توفیق باندازہ ہمت ہے ازل سے**
میرے ساتھ ان کا تعلق مشفقانہ ومربیانہ تھے۔ گزشتہ 7 سالوں میں متعدد مرتبہ مجھے ان کے ساتھ رفاقت کا موقع ملا۔ آزاد ہند کے دور میں میں نے ان سے متعدد مرتبہ مختلف ایشوز پر مضامین کی فرمائش کی وہ مسکرا کر میری اس درخواست کرتے تکمیل کی بلکہ مضامین کو پہنچانے خود آفس آتے گھنٹوں بات کرتے۔ ان کے انداز گفتگو میں ٹھہراؤ، بلا کی سنجیدگی ومتانت تھی۔ وہ سامنے والوں کی پوری بات غور سنتے تھے پھر اپنی بات رکھتے تھے۔ مہمان نواز بھی تھے، کئی مرتبہ مجھے انہوں نے اپنے دولت کدہ پر دعوت دی اور پر تکلف کھانا کھلایا۔ میں رہائشی اعتبار سے ان کا پڑوسی تھا۔ دو سال قبل جب میں نے ان کے پڑوس میں نیا فلیٹ لیا تو وہ میرے گھر پر آئے اور خوشی کا اظہار کیا۔ انسان چلا جاتا ہے ان کی یادیں اور باتیں باقی رہ جاتی ہیں۔ اللہ ان کی قبروں کو نور سے بھر دیں۔

آسماں تیری لحد پر شبنم آفشانی کرے

بقیہ آسام بارود کے ڈھیر پر .... اس کے پاس مستند ثبوت ہونے باوجود بھی اسے غیر قانونی تارک وطن قرار دیا جا رہا ہے۔ دوسرا اہم مسئلہ شہریت ترمیمی بل ہے جو سراسر آئین کے سیکولر کردار سے متصادم ہے۔ اس کے خلاف آسام میں بی جے پی کی حلیف جماعتیں ہیں۔ آل آسام اسٹوڈنٹس یونین (آسو) اور اس کے سیاسی بازو آسام گن پریشد جو بی جے پی حکومت میں شامل ہے۔ آسو کے بانی صدر مہنتہ نے کہا کہ اگر بی جے پی شہریت ترمیمی بل پاس کرتی ہے تو وہ اس سے رشتہ ختم کر دیں گے۔ جب برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۷۵۷ء کی جنگ پلاسی کے بعد بنگال پر قبضہ کیا تو اس کے زیر تسلط آسام کا علاقہ بھی آ گیا۔ کمپنی نے یہاں بڑے پیمانے پر بنگالیوں کو لا کر بسانا شروع کیا اور ان لوگوں نے معاشی وجوہات سے اپنے رشتہ داروں کو یہاں بلانا شروع کیا۔ کیونکہ آسام میں زمینیں زرخیز تھیں۔ مشرقی بنگال سے بڑی تعداد میں بے زمین کسان یہاں آ کر آباد ہو گئے جن میں پچاسی فی صد مسلمان تھے۔ آج انہی صدیوں سے آباد مسلمانوں کو غیر ملکی یا بنگلہ دیشی قرار دے کر تنگ کیا جا رہا ان کے لئے زمیں تنگ کی جا رہی ہے۔ ریاست کی ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق کل آبادی تین کروڑ بارہ لاکھ سے زائد ہے جبکہ ان میں مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ چھ لاکھ سے زائد ہے جو تناسب کے اعتبار سے 34.22 فی صد ہے۔ ریاست کے ستائیس میں سے نو اضلاع میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ تاہم مسلسل جھوٹے پروپیگنڈا کے نتیجہ میں یہ عمومی تصور بن گیا ہے کہ آسام میں لاکھوں کی تعداد میں بنگلہ دیشی در آئے ہیں جس سے آسامی زبان بولنے والی آبادی کو خطر لاحق ہے۔ غیر قانونی شہریوں کی تعداد کے بارے میں بڑے مضحکہ خیز دعوے کیئے جاتے ہیں جس جن کی تعداد کے بارے میں نوے لاکھ سے لیکر ساٹھ لاکھ کا دعوی کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس پہاڑی اور جنگلاتوں پر مشتمل ریاست میں دراصل اکثریت قبائلی فرقوں کی ہے جو کل آبادی کا لگ بھگ چالیس فی صد ہیں۔ قبائلیوں کی کل ہند تنظیم راشٹریہ آدیواسی ایکتا پریشد کے نیشنل کوآرڈی نیٹر پریم کمار گیڈو کہتے ہیں کہ آئین ہند کی رو سے قبائلی ہندو نہیں ہیں۔ گیڈم کہتے ہیں کہ مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کا فیصلہ بھی موجود ہے جس نے قبائلیوں کو غیر ہندو قرار دیا ہے۔ چنانچہ ریاست میں ہندو حقیقی معنوں میں اکثریت میں نہیں ہیں۔ یہی چیز فرقہ پرستوں کو کھٹکتی ہے۔

بہرحال آسام کے دانشور بھی ان بگڑتے حالات پر فکر مند ہیں۔ معروف آسامی دانشور ڈاکٹر ہرین گوہین نے کہا کہ شہریت تنازع کے سبب ریاست میں فرقہ وارانہ یکجہتی اور ہم آہنگی کو نقصان پہنچا ہے اور اس کے لئے مرکز اور ریاست دونوں ہی حکومتیں ذمہ دار ہیں۔ سابق ایم ایل اے عبد العزیز کے مطابق اگر شہریت کا دفتر آزادانہ، غیر جانبدارانہ اور شفاف طریقہ سے تیار کیا جائے تو آسام میں بنگلہ دیشی دراندازی کا نام نہاد مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے گا۔ مگر ریاست کے سیاستداں اور جماعتیں اسے زندہ رکھنا چاہتی ہیں۔ آسام کی کانگریس حکومتیں بھی اس کے لئے اصل ذمہ دار ہیں۔ ایک طرف سے اس سے اصل مسائل کی طرف سے توجہ ہٹانے میں مدد ملتی ہے اور دوسری طرف یہ مسلمانوں کو دبا کر رکھنے کی حکمت عملی میں بھی معاون ہے۔ گو سابق وزیر اعلی ترون گوگوئی کہتے ہیں کہ حقیقی شہریوں کو پریشان نہیں کیا جانا چاہیے۔ لیکن وہ اپنے ۱۵/ سالہ دور حکومت میں اس مسئلہ کو حل نہیں کر پائے۔ ''یہ آسام کی جمہوری تاریخ کا بے نظیر واقعہ ہے۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے اپنے انتخابی جلسوں میں اعلان کیا تھا کہ ہر ایک بنگلہ دیشی کو ملک بدر کر دیا جائے گا۔ گوگوئی نے سوال کیا کہ وہ اب تک ایسا کرنے میں کیوں ناکام ہیں؟ (بشکریہ: ماہنامہ 'افکار ملی')

اعـــــلان مفقـــود الخبـــــری

● مقدمہ نمبر ۸۵/۷/۱۱۰۰۷/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سوپول دربھنگہ) رزینہ خاتون بنت عبد السلام مرحوم مقام نرائن پور تھانہ منی گاچھی ضلع دربھنگہ۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد اشرف علی ولد عبد الرازق مقام بلہی تھانہ صدر ضلع دربھنگہ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مدعیہ رزینہ خاتون نے آپ کے خلاف دار القضاء سوپول میں درخواست دیا ہے کہ آپ عرصہ دس سالوں سے لا پتہ ہیں، آپ مدعیہ اور اپنی دس سالہ بچی کے جملہ حقوق وواجبات سے غافل ہو کر زندگی گذار رہے ہیں۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آپ خود مع دو گواہ مورخہ ۳/ستمبر ۲۰۱۸ء موافق ۲۱/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ بروز سوموار بوقت ۹/ بجے دار القضاء سوپول حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ آپ اور اپنے گواہوں کا آدھار کارڈ کا فوٹو اسٹیٹ ساتھ لائیں۔ واضح رہے کہ بصورت عدم حاضری مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۸۸/۱۰/۱۱۰۱۰/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سوپول دربھنگہ) نذرانہ بروین بنت محمد مستقیم مقام وڈاکخانہ رام نگر تھانہ منی گاچھی ضلع دربھنگہ۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد ارمان ولد محمد مسلم مقام کچھی پور ڈاکخانہ کپچھاہی تھانہ بہادر پور ضلع دربھنگہ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مدعا علیہ محمد ارمان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کی منکوحہ نے دار القضاء سوپول دربھنگہ میں فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے، مدعیہ کا کہنا ہے کہ آپ عرصہ چھ سات سالوں سے مدعیہ کے جملہ حقوق وواجبات سے غافل ہو کر غیبوبت کی زندگی گذار رہے ہیں، آپ کے والد نے بھی حاضر عدالت ہو کر بیان دیدیا ہے کہ آپ چھ سات سالوں سے لا پتہ ہیں۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، مورخہ ۱۲/ستمبر ۲۰۱۸ء موافق یکم محرم ۱۴۴۰ھ روز بدھ بوقت ۹/ بجے دن دار القضاء سوپول دربھنگہ حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ آپ کے ساتھ دو معتبر گواہ بھی ہوں اور سبھوں کے

● مقدمہ نمبر ۲۷/۹/۱۰۹۴۹/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سوپول دربھنگہ) شبانہ خاتون بنت محمد عالمگیر انصاری مقام بہیرہ محلّہ قاضیانہ تھانہ بہیرہ ضلع دربھنگہ۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد مشتاق انصاری ولد عبد الغنی عثمان انصاری مقام ڈرھیا بلار ڈاکخانہ کرپوری گرام تھانہ باجے پور ضلع سمستی پور۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مدعا علیہ محمد مشتاق انصاری کو اس اعلان کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے کہ اس کی منکوحہ شبانہ خاتون نے مورخہ ۱۳/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ کو فسخ نکاح کا مقدمہ پیش کیا ہے۔ آپ مدعا علیہ کے نام دہلی اور گھر کے پتہ پر رجسٹری وغیر رجسٹری اطلاعات جاری ہوئیں مگر رجسٹری اطلاع واپس آ گئی کہ آپ بلا پتہ کے باہر ہیں۔ آپ کو اس اعلان کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ یکم ستمبر ۲۰۱۸ء موافق ۱۹/ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ بروز سنیچر بوقت ۹/ بجے دن دار القضاء سوپول حاضر ہو کر رفع الزام کریں آپ کے ساتھ دو معتبر گواہ بھی ہوں اور آپ سبھوں کا آدھار کارڈ کا فوٹو اسٹیٹ بھی ساتھ ہوں۔ اگر آپ نے مذکورہ تاریخ پر حاضر ہو کر بیان وشہادت نہیں قلمبند کرایا تو مدعیہ وشہود مدعیہ کے بیان وشہادت پر مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● مقدمہ نمبر ۸۱/۳/۱۱۰۰۳/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سوپول دربھنگہ) حمیدہ خاتون عرف روانہ بنت محمد یتیم انصاری مقام منخر تھانہ علی نگر ضلع دربھنگہ۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد ماجد ولد عبد الرشید مرحوم مقام منخر تھانہ علی نگر ضلع دربھنگہ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مدعیہ حمیدہ خاتون نے آپ کے خلاف دار القضاء سوپول دربھنگہ میں درخواست دیا ہے۔ مدعیہ کا کہنا ہے کہ تین سال قبل آپ سے نکاح ہوا، نکاح کے بعد آپ گھر سے فرار ہو گئے۔ تین سال سے آپ کا کوئی پتہ نہیں ہے اور نہ فون سے ہی رابطہ ہے۔ مدعیہ جملہ حقوق سے محروم ہو کر اپنی عصمت وعفت کے لئے خطرہ محسوس کرتی ہے۔ لہذا آپ کو اس اعلان کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آپ خود مع گواہ مورخہ ۲/ستمبر ۲۰۱۸ء موافق ۲۰/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ بروز اتوار بوقت ۹/ بجے دار القضاء سوپول حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ اپنا اور اپنے گواہوں کے

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ائمہ کرام اپنی اپنی مساجد سے تفہیم قرآن کی تحریک چلائیں

شہر پٹنہ کے ائمہ مساجد کی ایک خصوصی نشست سے خطاب کرتے ہوئے ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے فرمایا کہ اس وقت قوم وملت کے رشتہ کو قرآن مجید سے مضبوط ومستحکم کرنے کی ضرورت ہے، اللہ نے انسانیت کی ہدایت ورہنمائی کے لئے جو اصول واحکام بیان فرمائے ہیں، اس کو عام کیا جائے اور ہر مسجد میں درس قرآن کا نظام بنایا جائے، خاص کر نوجوانوں کی دینی تربیت کی جائے، اسکول وکالج میں پڑھنے والے طلبہ وطالبات کو دعاء ماثورہ اور منتخب آیات قرآنی اور سورتیں یاد کرائی جائیں، ماں اور بہنوں کے لئے بھی علحدہ اہتمام ہو، اوران کے لئے بھی ماہانہ درس قرآن کا انتظام کیا جائے تاکہ مسلمانوں کے ہر گھر میں دینی تعلیم اور تفہیم قرآن کا رواج عام ہو، انہوں نے فرمایا کہ چند مفید اور متداول تفاسیر سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے، ان کے مطالعہ سے قرآن فہمی میں مدد مل سکتی ہے، تلاوت کلام پاک کی تفہیم وتفسیر کی تحریک چلائی جائے۔ قبل ازیں میٹنگ کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے فرمایا کہ اس وقت شہر پٹنہ کی اہم مساجد کے ائمہ کرام جمع ہیں، اس وقت تین مسائل زیر غور ہیں، (۱) تفہیم قرآن کو کیسے عام کیا جائے اور مسلمانوں کی درس قرآن سے دلچسپی کیسے بڑھائی جائے، (۲) یہ کہ مسلمانوں کو شریعت وسنت کے مطابق زندگی گذارنے اور بے جا رسومات سے پرہیز کرنے کی تاکید کی جائے، (۳) اور تیسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ آپ ائمہ مساجد نے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ کی خدمت میں رجسٹر اندراج نکاح کے تعلق سے بعض گذارشات رکھی تھی جسے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے غور سے سنا اور اس سلسلے میں چند ضروری مشورے وہدایات اور رہنما اصول بتائے ہیں اسی سلسلہ میں عملی پیش رفت کے لئے غور وخوض کرنے کے لئے آپ کو مدعو کیا گیا ہے، میٹنگ یہ طے پایا کہ قرآن فہمی کو عام کرنے کے لئے ہر ہفتہ مساجد میں درس قرآن کا منظم ومرتب نظام بنایا جائے اور خواتین کے لئے مہینہ میں کم سے کم ایک دفعہ درس کا نظم کیا جائے، طلبہ وطالبات کو دعاء ماثورہ کے علاوہ بخاری شریف وغیرہ کی چھوٹی چھوٹی احادیث مسائل ودلائل سے متعلق حفظ کرائی جائیں، نیز مکاتب کے بچوں کو چھوٹی چھوٹی سورتیں مع ترجمہ کے یاد کرائی جائیں اور بار بار اس کا مشق بھی کرایا جائے، مسلم اسکولوں میں ہفتہ وار دینی تربیت کا پروگرام بھی رکھا جائے، ان تمام تجاویز سے ائمہ کرام نے اتفاق کیا، اور یہ بھی طے پایا کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنے خطاب میں ایام عاشورہ پر بھی گفتگو کی جائے اور محرم میں ہونے والے غیر شرعی رسم ورواج کی شناعت سے لوگوں کو واقف کرایا جائے، میٹنگ کا آغاز مولانا اسعد اللہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، جس میں مولانا اکرام الحق جامع مسجد پٹنہ جنکشن، مولانا محمد عالم قاسمی دریاپور، مولانا غلام اکبر قاسمی مراد پور، مولانا اعجاز کریم سمن پورہ، مولانا عظیم الدین رحمانی خواجہ پورہ، مولانا معین الدین قاسمی کربگھیہ، مولانا محمد ظہیر عالم رحمانی جامن گلی، مولانا محمد ساجد رحمانی، مولانا محمد اقبال سعادتی، مولانا محمد ابرار کریم، مولانا محمد سلیم الدین ہارون نگر، قاری محمد نظام الدین صاحب کے علاوہ دفتر امارت شرعیہ سے نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی، مولانا عبدالجلیل صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ، مولانا محمد انظار عالم صاحب نائب قاضی شریعت، مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا رضوان احمد ندوی، مفتی محمد احتکام الحق قاسمی، مولانا محمد ارشد رحمانی نے شرکت کی۔

این آرسی سے خارج لوگوں کو غیر ملکی کہنے پر ملی کونسل کا ردعمل

آسام قومی شہریت اندراج کی فائنل فہرست میں چالیس لاکھ عوام کا نام غائب ہونے کی وجہ سے عوام کو شدید دھچکا لگا تھا اور انہیں اپنا وجود خطرے میں نظر آرہا تھا تاہم اسی دن ملک کے وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ کے اس بیان سے انہیں کسی حد تک راحت ملی کی یہ فائنل فہرست نہیں ہے، جن لوگوں کا نام این آرسی ڈرافٹ میں شامل نہیں ہے انہیں ایک اور موقع اپنی شہریت ثابت کرنے کا دیا جائے گا۔ پارلمینٹ میں وزیر داخلہ کے اس بیان کو مثبت قرار دیتے ہوئے آل انڈیا ملی کونسل کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ ان کا یہ بیان انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے اور اس سے ان لوگوں کو ایک طرح کی راحت محسوس ہوئی تھی جن کا نام این آرسی فہرست سے خارج ہے کیوں کہ ملک کے حقیقی شہریوں کو خانہ بدوش کی زندگی جینے پر مجبور کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے۔ اس طرح کا کام دنیا کی ظالم حکومت کرتی ہے جہاں شہریت کا حق چھین کر کیمپوں میں زندگی گزارنے پر مجبور کردیا جاتا ہے۔ تاہم انہوں نے بی جے پی صدر امت شاہ کے بیان پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ ڈاکٹر منظور عالم نے کہا کہ بی جے پی صدر امت شاہ کا بیان ملک کے وزیر داخلہ کے بالکل خلاف ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ جن لوگوں کا نام این آرسی میں نہیں ہے وہ سب کے سب غیر قانونی اور غیر ملکی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بی جے پی صدر کے بیان سے ایسا لگتا ہے کہ وزیر داخلہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اب یہ اندیشہ ہونے لگا ہے کہ بی جے پی سرکار میانمار کی اتباع کرتے ہوئے آسامی مسلمانوں کا حشر روہنگیا مسلمانوں جیسا کرنا چاہتی ہے اور مسلمانوں کو نشانہ بنا کر پریشان کرنا ان کی پالیسی کا حصہ ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ امت شاہ کا بیان سپریم کورٹ کے بھی خلاف ہے جہاں سے واضح طور پر کہا گیا ہے کہ جن کا نام این آرسی میں نہیں ہے انہیں غیر ملکی اور غیر قانونی شہری نہ سمجھا جائے۔ شہریت ثابت کرنے کا مکمل موقع فراہم کیا جائے۔ ڈاکٹر منظور عالم نے بی جے پی اور آر ایس ایس سے وابستہ شخصیات کے بیان میں پائے جانے والے تضادات پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ امت شاہ کے بیان کے بعد ایک بڑا سوال عوام کے ذہن میں یہ گردش کرنے لگا ہے کہ کیا یہ آر ایس ایس کی پالیسی کا حصہ ہے کہ تضاد بیان دلوا کر لوگوں کو الجھا کر رکھا جائے، انہیں ایشوز میں ملک کو الجھا دیا جائے اور وہی کام کیا جائے گا جو آر ایس ایس کی پالیسی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ملک کا وزیر داخلہ کچھ اور بات کہتا ہے اور پارٹی صدر کچھ اور بات کہتا ہے؟ آخر کس کی بات حتمی اور یقینی ہے؟ اور کس کی بات پر عوام یقین کرے؟ یا پھر پارٹی صدر کی جانب سے ملک کے وزیر داخلہ کا اختیار کم کرنے کی کوشش ہے؟

خدابخش لائبریری میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری ہے، بھارت کے قومی کتب خانوں میں سے ایک ہے، استنبول عوامی کتب خانہ کے بعد دنیا کے دوسرے سب سے بڑے کتب خانہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے، اس کے بانی مولوی خدابخش تھے، جنہوں نے چار ہزار کتابوں کے منفرد مجموعہ کے ساتھ اس کتب خانہ کا آغاز کیا تھا، اس وقت یہ لائبریری بین الاقوامی شہرت یافتہ ہے، اور علمی نقشے میں اس کا منفرد مقام ہے، عربی، فارسی، اردو، سنسکرت، پشتو، پالی اور ترکی زبانوں میں تئیس ہزار سے زائد اس کے مخطوطات ہیں، ان میں سے کئی مخطوطات تو ایسے ہیں کہ دوسرا نسخہ دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے، یہ مخطوطات صرف کاغذ پر ہی لکھے ہوئے نہیں ہیں بلکہ تاڑ کے پتوں، کپڑے، ہرن کی کھال پر بھی اس زمانے میں لکھے گئے ہیں، جب کہ کاغذ بھی نہیں ہوا کرتا تھا، خدابخش لائبریری کے بانی مولوی خدابخش ۲/اگست ۱۸۴۲ء کو بہار کے چھپرہ میں پیدا ہوئے اور ۳/اگست ۱۹۰۸ء کو ۶۶/سال کی عمر میں رحلت فرماگئے، اس مناسبت سے ہر سال ۲/اگست کو نادر مخطوطات کی نمائش کی جاتی ہے، اور ۳/اگست کو جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد ہوتا ہے، پٹنہ اور قرب وجوار کے دانشوروں کی اس میں شرکت ہوتی ہے، مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی پٹنہ کے سابق پرنسپل قاری محمد اکرام کی تلاوت اور نعت پاک سے اجلاس کا آغاز ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مولانا محمد قاسم مظفر پوری نے جامع خطاب فرمایا، انہوں نے والدین کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے پر تفصیلی انداز میں بیان فرمایا، انہوں نے کہا کہ پاکیزہ اور صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے طریقے پر چلنا ہوگا، انہوں نے فرمایا کہ گھر میں الماری ہے تو اس پر پردہ ہے، روپئے ہیں تو اس پر پردہ ہے، مہنگی سے مہنگی چیز ہے تو اسے ڈھک کر رکھتے ہیں، مگر عورت کے لئے کوئی پردہ نہیں، یقیناً یہ بے حیائی کی بات ہے، جب کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کہ حیا ایمان کا ہی ایک شعبہ ہے، مولانا محمد قاسم مظفر پوری صاحب نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بتاتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پوری انسانیت کے لئے ضروری ہے۔ اور اجلاس کی صدارت کررہے مولانا محمد قاسم نے صدارتی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت یہ تھی کہ آپ دوسروں کے بوجھ اٹھاتے تھے، غریبوں مسکینوں محتاجوں کے لئے کماتے تھے، یہ چیزیں ہمارے اندر بھی ہونی چاہئے، انہوں نے مثال دیتے ہوئے کہا: یہاں عورتیں بیٹھی ہیں، ایک بہو گھر میں آتی ہیں، اور وہ روٹی بنانا نہیں جانتی ہے، وہ نوعمر ہے، ساس کو چاہئے کہ انہیں سکھائے، بتائے، لیکن ہوتا ہے کہ ڈانٹ، ڈپٹ شروع ہوجاتی ہے، جس کے نتیجہ میں ساس بہو میں اختلافات پیش آتے ہیں، انہوں نے کہا: اگر ہمارے کئی ساتھیوں میں کسی کی صلاحیت کمزور ہے تو ہمیں چاہئے کہ ان کے بوجھ کو ہلکا کردیں، ان کو بتائیں، سکھائیں۔

مہر کی تعیین عاقدین کا حق ہے، مطلقہ عورت کا سابق شوہر کے املاک میں کوئی حصہ نہیں

بامبے ہائی کورٹ کے فیصلہ پر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا وضاحتی بیان

حال ہی میں بامبے ہائی کورٹ نے مسلم مطلقہ خاتون کے مہر سے متعلق ایک متنازع فیصلہ دیا، جس کی رو سے عدالت کو مطلقہ عورت کا مہر مقرر کرنے کا اختیار دینے اور شوہر کی جائداد سے مطلقہ خاتون کو حصہ دینے کی بات کہی ہے، اس فیصلہ پر بورڈ کا موقف بیان کرتے ہوئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے کہا کہ ممبئی ہائی کورٹ نے ایک مسلم مطلقہ خاتون کے سلسلہ میں جو فیصلہ کیا ہے، اس کے بارے میں متضاد اطلاعات آرہی ہیں، اخبارات میں جو بات شائع ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ نچلی عدالت مطلقہ عورت کا مہر مقرر کرسکتی ہے، اور اس کی جائیداد میں سے بیوی کو حق دلاسکتی ہے، اگر یہ خبر درست ہے تو یقیناً یہ قانون شریعت کے خلاف ہے، مہر شوہر وبیوی کی رضامندی سے طے ہوتا ہے، اور اگر نکاح کے وقت مہر طے نہیں ہوا تو پھر عورت کے دادیہالی خاندان کی خواتین کے مہر کو معیار مان کر مہر واجب ہوتا ہے، جس کو مہر مثل کہتے ہیں، اسی طرح شوہر کی ذاتی املاک میں مطلقہ کا کوئی حق نہیں ہوتا؛ بلکہ نکاح میں رہتے ہوئے بھی عورت اس میں سے کسی حصہ کا مطالبہ نہیں کرسکتی، اسی طرح شوہر کو بھی اپنی بیوی کی املاک میں تصرف کا حق نہیں ہے؛ البتہ دونوں ایک دوسرے کو اپنی مرضی سے پوری جائیداد یا اس کا کچھ حصہ ہبہ کرسکتے ہیں، اور اگر شوہر وبیوی ایک دوسرے کو کچھ ہبہ کریں تو یہ ناقابل واپسی ہوتا ہے؛ لیکن بعض قانون دانوں نے وضاحت کی ہے کہ اس مقدمہ میں میڈیا کو غلط فہمی ہوئی ہے، کورٹ نے اس کی بیوی کو مہر ادا کرنے کا حکم دیا ہے، اور کہا ہے کہ مہر کی مقدار طئے کرنا عدالت کا کام نہیں ہے، نیز جو جائیداد شوہر وبیوی دونوں نے مل کر خرید کی تھی، اس میں سے بیوی کا حق دینے کا حکم دیا ہے، اگر یہ بات درست ہو تو یہ شریعت کے مطابق ہے، ہائی کورٹ نے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہدایت دی ہے کہ جہاں فیملی کورٹ نہیں ہے، وہاں سول کورٹ بھی شوہر وبیوی کے تنازع کو حل کرسکتی ہے، ہائی کورٹ کے اس حکم میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے متاثرہ خواتین کو انصاف حاصل کرنے میں سہولت ہوگی۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورد کی لیگل کمیٹی اس فیصلہ کا جائزہ لے رہی ہے، بورڈ ایسے مسائل میں مناسب تحقیق کے بغیر عجلت کے ساتھ کوئی ردعمل ظاہر نہیں کرتی۔ واضح ہو کہ بورڈ کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں سے علماء کرام اس فیصلہ کی مخالفت کررہے ہیں اور اس کو شریعت اسلامیہ میں کھلی مداخلت قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی ہے۔

Volume:56/66.Issue:32 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony,

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE **NAQUEEB** WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

دیکھنا ساتھ ہی چھوٹے نہ بزرگوں کا کہیں
پتے پیڑوں پہ لگے ہوں تو ہرے رہتے ہیں
(وسیم بریلوی)

مرکزی حکومت کا دوہرا پن

شبلی رامپوری

ملک کی مختلف جگہوں پر جس طرح سے مسلمانوں کے ساتھ ظلم کے معاملے ایک کے بعد ایک سامنے آرہے ہیں، اسے روکنے کے لیے کیا کچھ کیا جانا چاہیے، ابھی تک اس پر کچھ خاص غور کرتے ہوئے ایسے ضروری قدم اٹھائے جانے کی کوئی تیاری نظر نہیں آرہی ہے کہ جس سے محسوس کیا جاسکے کہ جلد ہی مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی سے لے کر مار پیٹ اوران کو پیٹ پیٹ کر قتل کردینے جیسے افسوسناک اور دردناک وارداتیں پوری طرح رک جائیں گی، ایسا اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ فرقہ پرست اور مسلمانوں کے لیے اپنے دل ودماغ میں نفرت رکھنے والوں کے حوصلے کم ہوتے نظر نہیں آرہے ہیں، کہیں پر کسی مسلمان کو گائے کے نام پر پیٹ پیٹ کر زخمی یا قتل تک کردیا جاتا ہے تو کچھ دن بعد کسی اور طریقے سے کسی مسلمان کو نشانہ بنادیا جاتا ہے، ایک مسلمان کو گائے کے نام پر پیٹ پیٹ کر قتل کرنے کا معاملہ میڈیا کی سرخیوں میں ابھی بنا ہوا ہی تھا کہ ایک اور مسلمان کے ساتھ ظلم کا معاملہ میوات میں سامنے آیا ہے، میوات کے رہنے والے مسلم نوجوان ظفرالدین کو شرپسندوں نے پاکستانی کہہ کر پہلے اس کی پٹائی کی اور پھر اس کی زبردستی داڑھی کو کٹوادیا گیا، جس نائی سے ظفرالدین کی داڑھی منڈوائی، اسے بھی زدوکوب کیا گیا اور جان سے مارنے کی دھمکی دی گئی، ملک میں جب اقلیتی خاص طور پر مسلمانوں کو شرپسندوں کی طرف سے اس طرح سے نشانہ بنایا جارہا ہو، تب ایسے میں کیا کیا جانا چاہیے کہ جس سے ظلم رک سکے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اس طرح کے معاملوں میں سپریم کورٹ بھی پھٹکار لگا چکا ہے، مگر افسوس کی بات ہے کہ حکومت کا رویہ اس تعلق سے شرپسندوں کے ساتھ نرمی والا ہے، ہم یہ نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں پر اس طرح کے ظلم کرنے والوں کو سزا نہیں ملتی، مگر حکومت کی یہ بھی تو ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے قدم اٹھائے کہ جس سے مستقبل میں اس طرح کی وارداتیں نہ ہوسکیں، بی جے پی کی مرکزی اور ریاستی حکومت ایک طرف کہتی ہے کہ ہم مسلمانوں کی ترقی اور خوشحالی چاہتے ہیں، لیکن دوسری پارٹیوں کی طرح مسلم تشتی کرن کے ہم پوری طرح سے خلاف ہیں، ہمارے وزیراعظم نے تو بی جے پی کے اقتدار میں آنے سے پہلے ہی ایک ٹی وی چینل کے انٹرویو میں مسلم نوجوانوں کی ترقی کے تعلق سے کہا تھا کہ وہ تو مسلم نوجوانوں کے ایک ہاتھ میں قرآن تو دوسرے ہاتھ میں کمپیوٹر دیکھنا چاہتے ہیں، وزیراعظم نریندر مودی کے مسلمانوں کے بارے میں قابل تعریف نظریہ کے بعد سے امید کی جانے لگی تھی کہ اب مسلمانوں کی ترقی اور خوشحالی کے لیے بی جے پی کی حکومت میں کافی کچھ کیا جائے گا؛ لیکن حکومت کو چار سال سے زیادہ کا وقت ہوچکا ہے تو کیا مسلمانوں کے لیے وزیراعظم کے اس نظریہ کے تحت کام کیا گیا جو انہوں نے عوام کے سامنے رکھا تھا؟ مسلمانوں کے ساتھ بڑھتے ظلم کے معاملوں کو دیکھ کر یہ بات کہی جاتی ہے اور حقیقت بھی ہے کہ جب سے بی جے پی اقتدار میں آئی ہے، تبھی سے شرپسندوں کے حوصلے کافی بلند ہوچکے ہیں اور وہ مسلمانوں پر طرح طرح سے ظلم کرکے اپنے بلند حوصلے کو بار بار ثابت بھی کررہے ہیں، حال ہی میں مرکزی حکومت نے سپریم کورٹ کے ایک حکم سے کمزور ہوئے، درج فہرست ذاتوں اور قبائل پر مظالم کی روک تھام سے متعلق قانون کو سابقہ شکل میں بحال کرنے کے لیے اس میں ضروری تبدیلی کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کے متعلق بل کو مرکزی کابینہ سے منظوری دے دی ہے، مرکزی حکومت نے ایس سی/ایس ٹی بل میں ترمیم کو منظوری دینے کا جو فیصلہ لیا ہے، وہ دلتوں کی ناراضگی کو کم کرنے کی وجہ سے لیا ہے؛ کیوں کہ یہ بات آئینہ کی طرح صاف ہوچکی تھی کہ بی جے پی میں جو دلت لیڈران ہیں، وہ کافی وقت سے ناراض چل رہے تھے، کیوں کہ ان کو لگنے لگانے تھا کہ دلتوں کا رجحان ان کی طرف سے کم ہوتا جارہا ہے اور جن دلتوں نے پارلیمانی انتخابات میں بی جے پی کو ووٹ دیا تھا، وہ ایک بار پھر بی جے پی کی طرف رخ کرنے لگے ہیں، بی ایس پی کی قومی صدر اور یوپی کی سابق سی ایم مایاوتی بھی اس معاملے میں دلتوں کو اپنے حق میں کرنے میں جٹی ہوئی ہیں، ایسے میں بی جے پی کا یہ قدم ایک طرح سے یوپی میں مایاوتی کو کمزور کرنے کے طور پر دیکھا جارہا ہے، بی جے پی 2019 کے پارلیمانی انتخابات میں کسی طرح سے دلتوں کو ناراض نہیں کرنا چاہتی ہے، کیوں کہ اگر دلتوں نے بی جے پی کے حق میں ووٹ نہیں کیا تو پھر بی جے پی کو پارلیمانی انتخابات میں شکست کا سامنا بھی کرنا پڑسکتا ہے، جہاں تک مسلمانوں کی بات ہے تو وہ سیاست میں کافی کمزور ہوچکے ہیں، ان کی آواز اٹھانے والے لیڈران بھی اقتدار میں نہیں ہین، بی جے پی کو یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہے کہ وہ مسلم مخالف معاملوں کو اٹھا کر اس آبادی کا ووٹ تو حاصل کرسکتی ہے کہ جو مسلمانوں کی ترقی نہیں دیکھنا چاہتی ہے، لیکن مسلمانوں کے حق کی بات کرکے اسے کوئی فائدہ سیاسی طور پر ہونے والا نہیں ہے، اگر ایسا نہیں ہوتا تو جس طرح بی جے پی دلتوں کے تحفظ کی بات کررہی ہے، وہ مسلمانوں کے تحفظ کے لیے بھی کوئی قدم اٹھاتی، مگر ایسا کچھ ہوتا دور دور تک بھی نظر نہیں آتا ہے، ویسے اگر ہم مسلمانوں پر ہوتے ظلم کی وارداتوں میں اضافہ کی بات کریں تو جس طرح سے بی جے پی دلتوں کے تحفظ کے لیے قدم اٹھانے جارہی ہے، اسی طرح کا کوئی قدم کوئی بل ملک کے اقلیتی طبقہ خاص طور پر مسلمانوں کو بات بات پر پاکستانی بول کر ذلیل کرنے والوں کو سبق مل سکتا ہے، ان لوگوں کے غلط کارناموں پر روک لگ سکتی ہے کہ جو پہلے کسی مسلمان کو پیٹ پیٹ کر زخمی کرتے ہیں، یا قتل کرتے ہیں اور پھر بغیر کسی قانونی خوف کے ویڈیو بنا کر اسے وائرل کرتے ہیں، ایسا کرکے وہ صاف پیغام دیتے ہیں کہ ان کے حوصلے پوری طرح بلند ہیں اور ان کا کچھ بگڑنے والا نہیں ہے؛ لیکن ملک کے مسلمانوں کو ملک کی عدالتوں پر پورا بھروسہ ہے کہ وہاں پر ان کو انصاف ملے گا؛ لیکن حکومت سے جو امیدیں مسلمانوں کو ہے، ان کو حکومت کب پورا کرے گی، کیا حکومت کسی ایک فرقہ کے تحفظ کی بات کرے گی، بی جے پی مسلم خواتین کے تحفظ کی بات بڑے جوش وخروش سے کرتی ہے، تین طلاق کے خلاف پارلیمنٹ بل پاس کردیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس بل کی مسلم خواتین کو سخت ضرورت ہے، کیوں کہ اس سے ان کے خلاف ظلم کو روکا جاسکے گا، جبکہ ملک کی مسلم عورتوں کی بڑی آبادی سڑکوں پر اتر کر بل کی مخالفت میں آواز بلند کرتی ہے کہ یہ بل کسی طرح سے مسلم خواتین کا تحفظ نہیں کرتا ہے؛ بلکہ ان کی پریشانیوں کو اور زیادہ بڑھانے والا ہے، مگر حکومت پھر بھی بل کی بات کرتی ہے، دوسری طرف ملک میں اسی فرقہ (مسلمان) کے نوجوانوں کو شرپسند ایک بار نہیں بار بار جگہ جگہ نشانہ بناتے ہیں تو اس پر اقتدار میں بیٹھے ذمہ دار لوگ کچھ نہیں بولتے ہیں، آخر مسلمانوں کی یہ کیسی ہمدردی ہے کہ جس میں صرف عورتوں کی ہی بات کی جاتی ہے اور صرف تین طلاق کو ہی مسلمانوں کی بدحالی کے لیے پوری طرح سے ذمہ دار ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جبکہ مسلمانوں کی بدحالی کے لیے تو کافی کچھ ذمہ داری ہے، ملک میں کئی ایسے معاملے ہیں کہ جن میں مسلمانوں کے ساتھ حکومتوں کو انصاف کرنے کی ضرورت ہے، مگر وہاں پر بھی خاموشی اختیار کرلی جاتی ہے۔

تین طلاق بل میں تین ترامیم کابینہ میں منظور

حکومت نے راجیہ سبھا میں زیرالتوا طلاق ثلاثہ سے متعلق بل میں تین ترامیم کرتے ہوئے اس میں مجسٹریٹ کے ذریعہ ملزم شوہر کو ضمانت دیئے جانے اور مناسب شرائط پر مفاہمت کی شقوں کو شامل کیا ہے۔بل کی مخالفت کررہی کانگریس سے بھی حکومت نے اپنا موقف واضح کرنے کو کہا ہے۔وزیراعظم نریندر مودی کی صدارت میں جمعرات کو ہوئی کابینہ کی میٹنگ میں ان تینوں ترامیم کو منظوری دی گئی۔میٹنگ کے بعد قانون وانصاف کے وزیر روی شنکر پرساد نے صحافیوں کو بتایا کہ پہلی ترمیم کے تحت اب ایف آئی آر درج کرانے کا حق خود متاثرہ بیوی، اس سے خون کا رشتہ رکھنے والے افراد اور شادی کے بعد بنے رشتہ داروں کو ہی ہوگا۔اس کے علاوہ بل میں مفاہمت کا التزام بھی ہے۔ مسٹر پرساد نے بتایا کہ مجسٹریٹ مناسب شرطوں پر شوہر اور بیوی کے مابین سمجھوتہ کراسکتا ہے۔ایک دیگر ترمیم ضمانت کے سلسلہ میں کی گئی ہے۔اب مجسٹریٹ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ متاثرہ کا موقف سننے کے بعد ملزم شوہر کو ضمانت دے سکتا ہے۔حالانکہ انھوں نے واضح کیا کہ یہ اب بھی غیر ضمانتی جرم ہے جس میں تھانہ سے ضمانت ملنی ممکن نہیں ہے۔یہ بل لوک سبھا میں منظور ہوچکا ہے لیکن راجیہ سبھا میں زیرالتوا ہے۔وزیر قانون نے اس معاملہ پر اپوزیشن پارٹی کانگریس سے بھی اپنا موقف واضح کرنے کو کہا ہے۔انھوں نے کہا کہ کانگریس رہنما اور ترقی پسند اتحاد کی چیرمین سونیا گاندھی اپنی جس خاندانی روایت پر فخر کرتی ہیں انھیں واضح کرنا چاہئے کہ کیا وہ اس بل کے ساتھ ہونگی۔جس طرح کانگریس نے لوک سبھا میں اس بل کی حمایت کی تھی اسی طرح اسے راجیہ سبھا میں بھی حمایت کرنی چاہئے۔ انھوں نے کہا کہ کانگریس یہ سوال کرتی ہے کہ جس کا شوہر بار بار جیل جائے گا اس کا خاندان کھائے گا کہاں سے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ عورتوں پر مظالم، جہیز کے لئے قتل اور دیگر جرائم کی پاداش میں جیل میں بند مسلم مردوں کی بیویاں بھی تو اسی حالت میں ہوتی ہیں۔اس قانون کے تحت بھی صورتحال کوئی مختلف نہیں ہوگی۔مرکزی وزیر نے اعداد وشمار پیش کرتے ہوئے کہا کہ سال ۲۰۱۷ء اور ۲۰۱۸ء میں تین طلاق کے کم سے کم ۳۸۹/معاملہ ہوئے ہیں جن میں سے ۲۲۹/معاملے تین طلاق کے بارے میں سپریم کورٹ کے ۲۲/اگست ۲۰۱۷ء کے فیصلہ سے پہلے کے ہیں جبکہ ۱۶۰/اس کے بعد ہوئے ہیں۔۔اس سے واضح ہے کہ عدالت کے فیصلے کے بعد بھی تین طلاق کے معاملے رکے نہیں ہیں۔مرکز کی بی جے پی حکومت ۲۰۱۹ء کے عام انتخابات سے پہلے اس کو بڑی کامیابی کے طور پر پیش کرنا چاہتی ہے۔اپوزیشن کے ذریعے اس بل کے کچھ نکات پر اعتراض کیا جارہا تھا۔جس کی وجہ سے یہ بل راجیہ سبھا میں اٹک گیا تھا۔ایسے میں کابینہ نے معمولی ترمیم کے ساتھ اس کو پاس کیا ہے۔غور طلب ہے کہ پچھلے سیشن میں راجیہ سبھا میں اس بل پر حزب اقتدار اور حزب مخالف کے درمیان کافی بحث ہوئی تھی۔دونوں ہی فریق اپنی اپنی مانگوں پر اڑے تھے۔کانگریس کا کہنا تھا کہ اس بل میں خامیاں ہیں، اسے منتخب کمیٹی کو بھیجا جائے۔ساتھ ہی کانگریس پارٹی کی مانگ تھی کہ متاثرہ عورت کے شوہر کے جیل جانے کی صورت میں عورت کو گزارا بھتا دیئے جانے کی ترمیم کی جانی چاہیے۔ وزیراعظم نریندر مودی بھی کئی منچوں سے تین طلاق کے معاملہ پر کانگریس پر حملہ بول چکے ہیں۔گزشتہ دنوں اعظم گڑھ میں ایک ریلی کے دوران وزیراعظم نے کہا تھا کہ کیا کانگریس پارٹی صرف مسلم مردوں کی ہے یا مسلم عورتوں کی بھی ہے؟ نریندر مودی نے کہا تھا کہ کانگریس پارٹی جان بوجھ کر تین طلاق کے بل کو التوا میں رکھ کر مسلم عورتوں کی ترقی نہیں ہونے دینا چاہتی ہے۔